عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۲۱ تا ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۳۸

حضرت

رملہ بنت ابی سفیانؓ

بائبل میں بعثت نبوی کی بشارتیں

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا

محمد شریف جالندھریؒ

ارض مقدس پر یہودی حق تملیک

استدلال کا جائزہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

امریکی شہریت کے لئے اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا

س:......ایک خاتون نے امریکی شہریت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر کے اور حلف نامہ وغیرہ بھر کر امریکی شہریت حاصل کی اور اپنے اس عمل سے رجوع نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اس خاتون کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اب کیا وہ خاتون اپنے والد کی جائیداد میں بطور وارث دعویٰ دائر کر سکتی ہیں اور اگر کوئی دوسرا وارث جو اس خاتون کے ساتھ ہے اور اس کے اس عمل کی مزاحمت نہیں کرتا، مگر خود اس نے قادیانیت قبول نہیں کی، البتہ مذکورہ بالا خاتون کے اس عمل کا حامی ہے۔ ایسی صورت میں اس کی اپنی وراثت پر کیا اثر پڑے گا؟

ج:......واضح رہے کہ جو شخص جھوٹ موٹ بھی کہہ دے کہ ”میں مسلمان نہیں ہوں، میں ہندو ہوں یا میں عیسائی ہوں یا میں قادیانی ہوں۔“ وہ اس کہنے کے ساتھ ہی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اس کا حکم مرتد کا حکم ہے، یعنی ایسے شخص سے کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا، بلکہ اگر وہ شادی شدہ ہو تو مرتد ہوتے ہی اس کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے حج کیا ہو تو حج بھی باطل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ مرتد شخص کسی مسلمان کا وارث بھی نہیں بن سکتا۔ غرض یہ کہ اسلام اور اہل اسلام سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور کسی کے مرتد ہونے کا علم ہو جانے کے باوجود بھی اگر کوئی مسلمان اس کے ساتھ مسلمانوں والا برتاؤ کرے تو یہ مسلمان شخص سخت گناہگار ہو گا اور عنداللہ مجرم ہو گا۔

لہٰذا صورت مسؤلہ میں جس خاتون نے امریکی شہریت کے حصول کے لئے اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر کے حلف نامہ پُر کیا ہے وہ ایسا کرتے ہی قادیانی اور مرتد ہو چکی ہے۔

جب تک کہ وہ توبہ کر کے اعلان نہ کر دے کہ میں قادیانی نہیں ہوں اور وہاں کی حکومت کو بھی اس کی اطلاع نہ کر دے۔ اس وقت تک ان کے ساتھ مسلمانوں والا برتاؤ کرنا جائز نہیں۔

”رجل کفر بلسانه طائعاً وقلبه مطمئن بالایمان یکون کافرا ولا یکون عنداللہ مومناً کذافی فتاویٰ قاضی خان۔“ (عالمگیری، ج:۲، ص:۲۸۳)

اور یہ خاتون مرتد ہونے کی وجہ سے اپنے مسلمان والد کے ترکہ کی حق دار نہیں، کیونکہ مرتد مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس لئے یہ جائیداد میں کسی قسم کا دعویٰ کرنے کی مجاز نہیں، جو مسلمان وارث اس کو وراثت دینے یا دلانے میں کسی قسم کی معاونت کرے گا وہ شدید گناہگار ہو گا اور دیگر جائز ورثاء کا حق غصب کرنے والا ظالم اور غاصب شمار ہو گا۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۲۱ تا ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۳ء شمارہ:۳۸

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیت کے حوالے سے جدوجہد کے......	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
بائبل میں بعثتِ نبوی کی بشارتیں	۷	جناب محمد اعظم، علی گڑھ یونیورسٹی
حضرت رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا	۱۰	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا
مفکرِ ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ	۱۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ارضِ مقدس پر یہودی حق تملیک کے استدلال..	۱۷	مفتی سمیع الرحمٰن
فتنۂ قادیانیت.... عقائد و نظریات (۵)	۲۲	انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، اورنگی ٹاؤن	۲۴	رپورٹ: مولانا محمد شعیب کمال
مولانا قاضی عزیز الرحمٰن انگویؒ، رحیم یار خان	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۵۲ فصل:.... ۴ ہجری کے سرایا

۱:.... سریہ منذر بن عمرو الصاعدیؓ:.... اس سال صفر میں غزوۂ حمراء الاسد اور غزوۂ بن نضیر کے درمیان منذر بن عمرو الصاعدی رضی اللہ عنہ کا سریہ بیر معونہ بھیجا گیا، جو ’’سریۂ قراء‘‘ کہلاتا ہے، یہ اَصحابِ صفہ میں سے ستر اَفراد کی جماعت تھی جو قرآن مجید کے قاری تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو رعل، ذکوان، عصیّہ اور بنولحیان کو اِسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے بھیجا تھا، کافروں نے ان سب کو شہید کرڈالا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، البتہ صرف ایک صاحب حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور واپس آکر اپنے رُفقاء کے قتل کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام ان کے شہید کئے جانے کی اطلاع ان کی شہادت کے دن ہی کرچکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہؓ کو بھی اس خبر سے مطلع فرمادیا تھا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، یہ خبرسن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار پر بے حد غضب ناک ہوئے اور ایک مہینے تک نمازِ فجر میں ’’قنوتِ نازلہ‘‘ پڑھتے اور ان کے لئے بدد ُعا فرماتے رہے، تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع فرمایا اور اس سلسلے میں یہ آیت نازل فرمائی:

’’لَیۡسَ لَکَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡہِمۡ اَوۡ یُعَذِّبَہُمۡ فَاِنَّہُمۡ ظٰلِمُوۡنَ۔‘‘(آل عمران:۱۲۸)

ترجمہ:... ’’آپ کو اس اَمر میں کچھ دخل نہیں (آپ صبر کریں) تاآنکہ اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہو یا انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم تو ہیں ہی۔‘‘

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت ترک کردی، جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔

بیرِ مَعُوْنہ:.... میم مفتوح، پھر عین مہملہ مضمومہ، پھر واؤ ساکنہ، پھر نون اور تائے تانیث۔ مکہ اور عسفان کے درمیان بنوہذیل کی ایک جگہ کا نام ہے، حافظؒ نے ’’فتح الباری‘‘ میں اور ان کی موافقت میں شامیؒ نے اپنی سیرت میں اسی طرح لکھا ہے، مگر اِبن اِسحاقؒ اپنی سیرت میں کہتے ہیں کہ: ’’یہ سرزمین بنوعامر اور حرۂ بنی سلیم کے درمیان واقع ہے، اور حرۂ بنی سلیم سے زیادہ قریب ہے۔‘‘ اور زرقانیؒ ’’شرح مواہب‘‘ میں اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ: ’’بظاہر ان دونوں اقوال کے درمیان منافات نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ موضع جو بنوہذیل کی جانب منسوب ہے مکہ اور عسفان کے درمیان واقع ہو، اور زمین بنی عامر اور حرۂ بنوسلیم کے درمیان بھی۔‘‘ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیت کے حوالے سے جدوجہد کے معروضی تقاضے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ہماری حکومتوں والے آئے روز ایسے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ دین کے خلاف اور بیرونی دنیا کے ایجنٹوں کے حق میں کوئی ایسا کام کر جائیں کہ بیرونی دنیا خوش ہو کر اقتدار کی ''ہما'' ہمارے سر پر سجا دے۔ انہیں اتنا احساس نہیں ہوتا کہ پاکستان کی مسلم آبادی اس کے بارہ میں کیا سوچے گی؟ ہماری اقدار اور تہذیب اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں، اس سے بڑھ کر ہمارے آئین اور دستور میں اس کی گنجائش ہے یا نہیں۔ اقلیتوں کو حقوق دینے کا کوئی بھی پاکستانی مخالف نہیں، لیکن حقوق انہیں اقلیتوں کو دیے جائیں گے جو واقعی اقلیتی پاکستانی ہیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو اقلیتی غیر مسلم مانتے ہی نہیں، اور نہ ہی کبھی انہوں نے اپنے آپ کو اقلیتوں میں شمار کیا ہے، وہ ان اقلیتوں کے نام پر کیسے اقلیتوں کے حقوق کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ جب اقلیتوں کے نام کو استعمال کرنے کے باوجود ان کو مقصد میں کامیابی نہیں ملی، تو اب ایک منطق سامنے لائے کہ ''وہ لوگ جو اپنی شناخت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔'' یہ الفاظ استعمال کر کے پاکستانی وسائل پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ کیا کسی دنیا کے آئین اور قانون میں کوئی ایسی گنجائش ہے کہ وہ اپنی شناخت بھی چھپائے اور پھر بھی اس ملک کے وسائل اور حقوق کا مستحق ہو؟ یہ نرالی منطق صرف پاکستان میں لاگو کرنے کی مذموم کوشش بروئے کار لائی جا رہی ہے، تو کیوں؟ بہر حال! کچھ باتوں کی طرف حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ نے توجہ دلائی ہے، اس کو منظر عام پر لانے کے لئے ان کی اس تحریر کو اداریہ کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''۱۹ اگست کو ملی مجلس شرعی کے مشاورتی اجلاس کے ایجنڈے میں سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد امین نے ''پارلیمنٹ میں پیش ہونے والے اقلیتی کمیشن ایکٹ کے خطرناک مضمرات'' کے عنوان سے شق شامل کی تو اس کی تفصیلات میرے علم میں نہیں تھیں۔ اجلاس میں انہوں نے بتایا کہ اس حوالہ سے ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا مگر پاس نہیں ہو سکا، اس بل میں اگر پیشرفت ہوتی تو بہت خطرناک صورتحال ہو جاتی لیکن چونکہ مسترد ہو گیا ہے اس لیے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ گزشتہ روز محترم مولانا اللہ وسایا کی ایک تقریر کا کچھ حصہ سوشل میڈیا پر سننے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ قومی اسمبلی کی تحلیل کے مرحلہ میں ایک بل اچانک پیش کیا گیا جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کی طرز پر اقلیتوں کے لیے ایک بااختیار کمیشن قائم کرنا مقصود تھا اور اس میں قادیانیوں کے دو نمائندوں کو بھی شامل کیا جا رہا تھا مگر مولانا فضل الرحمٰن کی بروقت مداخلت سے ایسا نہیں ہو سکا جس پر مولانا فضل الرحمٰن کے لیے دل سے دعا نکلی اور اللہ پاک کا شکر ادا کیا کہ قادیانیوں کو مختلف حیلوں سے ملک کے دستوری اور قانونی نظام کا حصہ بنانے کی ایک اور مہم بحمد اللہ ناکام ہو گئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی مولانا مفتی منیب الرحمٰن کا ایک تفصیل کالم روزنامہ دنیا کی ۲۴ اگست کی اشاعت میں آئینی وقانونی تضادات و ابہامات کے حوالہ سے شائع ہوا ہے جو ہر صاحبِ فکر کی توجہ کا مستحق ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دستور و قانون کے حوالے سے ابہام کے ماحول میں رکھ کر بیرونی ادارے اور تنظیمیں کس طرح اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے مسلسل کوشاں رہتے ہیں۔

قادیانیوں کے حوالہ سے ہمارا موقف شروع سے واضح ہے کہ وہ اپنے بارے میں پارلیمنٹ اور دستور کے فیصلوں کو تسلیم کیے بغیر قوم سے کسی رعایت کی توقع نہ رکھیں۔جس دستور کے دائرے میں وہ مبینہ حقوق حاصل کرنے کے درپے ہیں اس دستور کو تسلیم کیے بغیر سرے سے ان کے اس تقاضے کا جواز ہی نہیں بنتا۔ہاں اگر وہ دستور، پارلیمنٹ اور عدلیہ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کا دوٹوک اعلان کر دیں تو دستور و قانون کے دائرے میں ان کے جو حقوق بنتے ہیں، دوسری اقلیتوں کی طرح ان کے جائز حقوق سے بھی کوئی انکار نہیں ہوگا۔

مگر اس کے ساتھ ہم قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں سے بھی یہ عرض کرتے آ رہے ہیں کہ آئینی دفعات، قانونی شقوں اور بعض عدالتی فیصلوں کے درمیان جو ابہام ہے یا پیدا کر دیا گیا ہے اور جو قادیانی نوازوں کے لیے بہت سے معاملات میں ”حیلہ“ ثابت ہو رہا ہے، اس ابہام و تضاد سے نجات حاصل کرنے کے لیے قانونی اور عدالتی جدوجہد کی ضرورت ہے، مگر اس طرف سنجیدہ توجہ دیکھنے میں نہیں آ رہی۔گزشتہ دنوں قادیانیوں کی درون خانہ عبادت کے بارے میں عدالتی فیصلوں میں پائے جانے والے اس نوعیت کے ابہام کی نشاندہی کی گئی تو ایک مخصوص لابی کے ساتھ ساتھ کچھ سنجیدہ راہنما بھی ”ابہام“ کا جائزہ لینے اور اسے دور کرنے کی کوشش کی بجائے نشاندہی کرنے والوں کے درپے ہو گئے اور طعن و تشنیع کا بازار گرم کر کے اصل بات کو گول کر دیا گیا۔ہمارے خیال میں اس صورتحال اور طرز عمل دونوں کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے خصوصاً اس لیے بھی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کا درجہ دینے کے دستوری فیصلہ کو نصف صدی پوری ہو رہی ہے مگر اسے قادیانیوں سے تسلیم کرانے یا تسلیم نہ کرنے پر کسی دستوری و قانونی کارروائی کا معاملہ ”ہنوز روز اول است“ کا منظر پیش کر رہا ہے۔

اس تناظر میں گزارش ہے کہ ہم اپنی نصف صدی کی جدوجہد کا ایک بار پھر جائزہ لے کر

دستوری فیصلہ کو تسلیم کرنے سے قادیانیوں کے مسلسل انکار بلکہ ہٹ دھرمی کے حوالہ سے کوئی واضح حکمت عملی طے کریں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ جس طرح دستور و قانون کی رٹ کو تسلیم نہ کرنے والی بہت سی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے کر ان کو سرگرمیوں سے روک دیا گیا ہے اور بعض حلقوں کے خلاف آپریشن بھی کیا گیا ہے، اسی طرح قادیانیوں کے بارے میں بھی کسی ایسے اقدام کا اہتمام کیا جائے جو انہیں ملک کے دستور کا وفادار شہری بننے پر آمادہ کر سکے۔

قادیانیت کو مسلسل سپورٹ کرنے والے ان بین الاقوامی حلقوں اور اداروں تک رسائی حاصل کی جائے جو ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور انہیں اپنے موقف اور پاکستانی قوم کے جذبات و احساسات سے آگاہ کر کے اس طرز عمل پر نظر ثانی کی ضرورت کا احساس دلایا جائے۔

قادیانیت بلکہ قومی خودمختاری، تہذیبی شناخت کے تحفظ، اور نفاذ اسلام کے حوالے سے دستور و قانون میں دکھائی دینے والے ابہامات کے حوالے سے بھی علمی و فکری جدوجہد کی جائے۔اور علماء کرام اور قانون دان حضرات کی مشترکہ مجالس کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ باہمی مشاورت کے ساتھ ایسے ابہامات کی نشاندہی اور انہیں دور کرنے کے لیے قابل عمل تجاویز سامنے لا سکیں۔

قادیانیت کے خلاف جدوجہد کے دائروں کو محدود سے محدود تر کرتے چلے جانے کی بجائے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت کی طرح تمام مکاتب فکر اور طبقات کی مشترکہ جدوجہد کا ماحول واپس لانے کی کوشش کی جائے کیونکہ اس کے بغیر اس جدوجہد کو مؤثر طور پر آگے نہیں بڑھایا جا سکے گا۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے، اس کو معاشی استحکام عطا فرمائے، دین اسلام اور آئین پاکستان کے دشمنوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور اہل پاکستان کو تمام فتنہ پروروں کے فتنوں سے نجات عطا فرمائے، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

بائبل میں بعثتِ نبوی کی بشارتیں

جناب محمد اعظم، علی گڑھ یونیورسٹی

مسلم دنیا میں سب سے زیادہ لٹریچر آپ ﷺ کی سیرۃ سے متعلق شائع ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا کیونکہ قرآن کریم میں کہا گیا ہے: ''ورفعنالک ذکرک''(الم نشرح:۲:)(ہم نے تیرے ذکر کا آوازہ بلند کردیا ہے) جب تک تحریر یعنی لکھائی پڑھائی کا کلچر وجود میں نہیں آیا تھا انسانوں کا باہمی میل جول زبانی الفاظ پر منحصر تھا اور بول چال کے ذریعے ہوتا تھا اُس وقت بھی آپ ﷺ کا ذکر دنیا کے ہر فرد کے مقابلے میں زیادہ تھا مثلاً صرف اذان کو ہی لیجئے، مسلمان دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے اور ہر ملک اور ہر خطے میں اور ہر شہر میں نماز کے اوقات آگے پیچھے یعنی مختلف اوقات میں ہوتے ہیں، ہر اذان میں'' اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ اشھد ان محمدرسول اللہ'' کے جوالفاظ دہرائے جاتے ہیں وہ بھی مختلف اوقات میں مسلسل ادا ہوتے رہتے ہیں گویا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں آپ ﷺ کا ذکر نہ ہوتا ہو اور جب لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا تو پہل بھی اسی نام سے کی اور انشاءاللہ تاقیامت جاری رہے گا۔

ہم مسلمان اس لحاظ سے یقیناً بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کی سیرت اور کتاب دونوں محفوظ ہیں دیگر ادیان کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ ان میں سے بعض نے انبیاء کو لیا اور کتاب کو نظر انداز کردیا اور بعض نے کتاب کو لیا اور انبیاء کی سیرتوں کو نظر انداز کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دونوں کو ہی گم کر بیٹھے اور اب وہ کسی نئے نبی کے منتظران کی راہ تکتے رہتے ہیں حالانکہ جس کے وہ منتظر ہیں وہ تو تشریف لا چکے ہیں اور نبوت کا باب مقفل کر کے اس دنیا سے ۱۴۰۰ سوسال پہلے ہی رخصت ہوگئے ہیں مگر وہ لوگ بدقسمتی سے انہیں صحیح طور پر پہچان نہیں پا رہے ہیں۔

جب ہم کتاب مقدس (بائبل) کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ جس نبی کا وہ لوگ انتظار کر رہے ہیں ان ہی کی مقدس کتابوں میں اس نبی کی بشارتیں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں۔اس مقالے میں آپ ﷺ کی بعثت سے متعلق بائبل میں جو بشارتیں اور پیشینگوئیاں بیان کی گئی ہیں ان پر روشنی ڈالی جائے گی۔

بائبل:

بائبل مقدس کتب کے دوحصوں یعنی عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے مجموعہ کا نام ہے عہد نامہ قدیم یہودیوں کی مقدس اور مستند کتاب و ماٰخذ ہے اور عہد نامہ جدید مسیحیت کے مقدس ماٰخذ کے طور پر جانا جاتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال اور ان کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔

عہد نامہ قدیم میں بعثت نبوی ﷺ کی بشارتیں:

(۱) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا گیا اور آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا:''خداوند خدا تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا، میں ان ہی کے بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کا کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا ہے اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔'' (عہد نامہ قدیم، کتاب استثناء: باب ۱۸ آیت ۱۵،۱۸،۱۹،۲۰)

مذکورہ بالا پیشین گوئی کا اطلاق عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ کی طرف کرتے ہیں حالانکہ اگر کوئی بھی اس پیشین گوئی پر غور کرے گا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ درحقیقت یہ آپ ﷺ کے بارے میں ہے، اس پیشین گوئی کے ہم دو حصے کرتے ہیں تو معاملہ صاف نظر آتا ہے، پہلا حصہ

ہے کہ:"تیرے ہی بھائیوں میں سے" تو پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ دونوں بنی اسرائیل میں سے ہیں اور ان کے بھائی بنی اسماعیل ہیں تو یہ علامت صرف آپ ﷺ میں پائی جاتی ہے، کیونکہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

دوسرا حصہ کہ"وہ تیرے ہی مانند ہوگا" تو حضرت موسیٰ کے مانند تو آپ ﷺ ہیں، کیونکہ جیسے موسیٰ کے والد ماجد تھے ایسے ہی آپ ﷺ کے بھی تھے، جب کہ حضرت عیسیٰؑ تو معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، تو پتا چلا کہ یہ پیشینگوئی صرف اور صرف آپ ﷺ سے ہی متعلق ہے۔

(۲) کتاب استثناء میں ہے کہ"خداوند سینا سے آیا اور شعیر پران پر آشکارا ہوا اور وہ فاران سے ان پر جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں کے ساتھ آیا، اس کے داہنے ہاتھ پر اس کے لئے آتشی شریعت تھی۔"

(کتاب استثناء: باب ۳۲ آیت ۲)

اس پیشین گوئی میں تین عظیم رسولوں کی بعثت کا اعلان ہے، ایک حضرت موسیٰؑ جو وادی سینا سے خاص نسبت رکھتے ہیں، دوسرے حضرت عیسیٰؑ جو شعیر سے آشکارا ہوئے، تیسرے آپ ﷺ کا ذکر ہے جو کوہ فاران پر جلوہ آرا ہوئے۔ اور رہا یہ جملہ:"لاکھوں قدسیوں کے ساتھ" تو یہ تحریف کی نشانی ہے، کیونکہ سیرت اور احادیث میں تو وہ لوگ تحریف کر نہیں سکتے ہیں اور ان دونوں میں دس ہزار کی تعداد کا ذکر ہے جو فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور آتشی شریعت سے اشارہ ہے جہاد کی طرف، تو اس پیشین گوئی میں آپ ﷺ کی بعثت کی واضح دلیل موجود ہے۔

(۳) حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں:"تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے، تیرے ہونٹوں پر اطاعت بھری ہے، اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا، تیرے تیر تیز ہیں، وہ بادشاہوں کے دشمنوں کے دل میں لگتے ہیں، انہیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں، تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت، میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا، اس لئے امتیں ابدالآباد تیری شکر گزاری کریں گی۔"

(زبور: باب ۴۵ آیت ۲، ۵، ۷، ۱۷)

یہ بشارتیں حرف بحرف آپ ﷺ پر صادق آتی ہیں، کیوں کہ حضرت داؤدؑ کے بعد آپ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا جو باطنی فضل وکمال کے ساتھ ظاہری حسن و جمال، حسن واخلاق میں یکتائے زمانہ ویگانہ عالم ہو اور حشمت وشوکت، حکومت وسلطنت اور تیر وتلوار کا بھی مالک ہو۔

عہد نامہ جدید میں بعثتِ نبوی کی بشارتیں:

(۱) بعثتِ نبوی ﷺ پر "متی" ان الفاظ میں گواہی دے رہی ہے:"دیکھو! تمہارا گھر تمہارے لئے ویران جاتا ہے، کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک کہ نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام سے آتا ہے۔"(متی: باب ۲۳ آیت ۳۹)

یعنی حضرت مسیحؑ اٹھائے جانے والے ہیں اور وہ دوبارہ اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک خداوند کے نام سے آنے والا نہ آجائے اور یہ لوگ نہ پکار اٹھیں کہ وہ مبارک ہے، یعنی اس پر ایمان نہ لے آئیں۔ اس سے بھی صاف پتا چلتا ہے کہ یہ بھی آپ ﷺ سے متعلق ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ اپنے دوبارہ آنے کی خبر دے رہے ہیں اور اس کی نشانی یہ بتلا رہے ہیں کہ جب تک کہ خداوند نام سے آنا والا نہ آجائے تو میں نہیں آؤں گا، اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد کسی اور نبی کا ظہور نہیں ہوا آپ ﷺ کے علاوہ، تو یہ پیشین گوئی آپ کی بعثت پر صادق آتی ہے۔

(۲) انجیل یوحنا میں تین ابواب یعنی ۱۴ سے لے کر ۱۶ تک مسلسل آپ ﷺ کی آمد سے متعلق پیشین گوئیاں ہیں، جن میں سے چند بیان کی جاتی ہے:

(۱)"اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق، جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیوں کہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے، تم اسے جانتے ہو کیوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے۔"

(یوحنا: باب ۱۴ آیت ۱۶، ۱۷)

(۲) اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔"

(یوحنا: باب ۱۴ آیت ۳۰)

(۳)"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر میں جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج

دوں گا۔‘‘(یوحنا:باب ۱۶ آیت ۷)

(۴)’’جب مددگار آئے تو وہ دنیا کی خرابی کو ثابت کرے گا اور گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں بتائے گا۔‘‘

(یوحنا:باب ۱۶ آیت ۸)

انجیل یوحنا کی مذکورہ بالا عبارات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک آنے والے کی خبر دے رہے ہیں، جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ وہ دنیا کا سردار سرور عالم ہوگا۔’’ابد تک رہے گا، سچائی کی روح‘‘ جس کا مطلب ہے کہ اس کی تعلیمات عالم گیر، ہمہ گیر اور قیامت تک باقی رہنے والی ہوگی اور خاص شخص کے لئے ’’مددگار‘‘ اردو ترجمے میں استعمال کیا گیا ہے، یوحنا کی اصل انجیل میں جو یونانی لفظ استعمال ہوا تھا، وہ (Periclyto) تھا جس کا مطلب ہے: تعریف کیا ہوا، جو لفظ’’محمد‘‘ کا بالکل ہم معنی ہے، تو یوحنا کی یہ بشارتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعینہ صادق آتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں بائبل مقدس میں صاف صاف بیان ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک اپنی ہر وحی اور اپنی ہر کتاب میں بیان فرمایا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم میثاق میں انبیاء کرام کی ارواح طیبات سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا تھا، اس نے نہیں چاہا کہ یہ وعدہ صرف راز باطنی رہ جائے، بلکہ آنے والی نسلیں اس عظیم نبی کی عظمت سے باخبر ہوں، اس لئے کتب سابقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر کیا ہے۔

☆☆ .... ☆☆

دین کے حوالے سے سب سے اہم اور دفاعی محاذ ختم نبوت کا ہے: علمائے کرام

لاہور.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد اقبال، مولانا مسعود احمد، مولانا زاہد مدثر، مولانا ظہیر احمد قمر، مولانا عبدالشکور یوسف نے جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کہا کہ ختم نبوت کا مورچہ لوکل نہیں، بلکہ بین الاقوامی ہے۔ ہمارا سامنا مغرب سے ہے، وہ ہم پر مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں کہ قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرلیں، لیکن کوئی مسلمان کسی صورت تیار نہیں۔ ختم نبوت کورسز، جلسوں کا منعقد ہونا اس لئے ہے تاکہ مسلمان بیدار رہیں اور اپنا عقیدہ مضبوط رکھیں اور کالجز و یونیورسٹیز کے پڑھے لکھے لوگ جن کا واسطہ این جی اوز کے ساتھ ہے، ان کے اندر ڈالے گئے شکوک و شبہات کا جواب دینا، صحیح معلومات کی ان تک رسائی کرنا، اس جیسے کورسز سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے، یہ ہماری اہم ذمہ داری ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ملک بھر میں بڑے بڑے اجتماعات اور کانفرنسز اور یوم ختم نبوت کے حوالہ سے ریلیوں کے انعقاد نے مسلمانوں میں بیداری اور شعور پیدا کر دیا ہے۔ قادیانی اور ان کے ہمنوا ان پروگراموں سے پریشان ہیں۔ ملک بھر کے اندر ختم نبوت کانفرنس میں ہزاروں مسلمانوں نے شریک ہوکر تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے تجدید عہد کیا ہے کہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے امت ہمیشہ بیدار ہے، کوئی مائی کا لال ختم نبوت کے قوانین کو ختم نہیں کرسکتا اور قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کانفرنسز کا سلسلہ پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ دین کے حوالے سے جدوجہد کے جتنے بھی محاذ ہیں ان میں سے سب سے اہم اور دفاعی محاذ ختم نبوت کا ہے، ختم نبوت کے مسئلے پر ہمارا جن طاقتوں سے سامنا ہے، وہ عالمی قوتیں اور بین الاقوامی ادارے ہیں، یہ سب عالمی طاقتیں اس بات پر اکٹھی ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو کافر قرار کیوں دیا گیا؟ یہ سب عالمی قوتیں اس مسئلے پر اکٹھی ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کا قانون واپس لیا جائے، لیکن نصف صدی گزرنے کے باوجود اس قانون کی زیر وزبر کو بھی ختم نہیں کرسکے۔ آپ چودہ سو سال کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ بڑے بڑے گروپ آئے، بڑے بڑے پینترے بدل کے آئے اور بڑی قوت کے ساتھ آئے، لیکن قرآن کے ساتھ سنت رسول کے ساتھ مسلم امہ کے اس پختہ رشتے کو توڑنے میں کوئی کامیاب نہیں ہوا۔ کوئی بھی قرآن وسنت میں تبدیلی نہیں کرسکا، کیونکہ نبی کے فیصلے کو نبی ہی تبدیل کرسکتا ہے، جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنا نہیں۔ بیرونی طاقتوں کا اصل ایجنڈا یہ ہے کہ مسلمانوں کو شریعت کی تبدیلی پر آمادہ کیا جائے جس کو امت مسلمہ تسلیم کرلے، لیکن کوئی مسلمان اس پر تیار نہیں، اس ایجنڈے پر مغرب نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کے نام سے کھڑا کیا، اہل حق نے پوری قوت کے ساتھ اس فتنے کا مقابلہ کیا۔

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

’’صُوَرٌ مِنْ حَیَاۃِ الصَّحابَۃ‘‘

ام المومنین حضرت رَملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

یہ بات تو ابوسفیان بن حرب کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آئی تھی کہ قریش کا کوئی فرد اس کے کسی فیصلے سے بغاوت یا کسی اہم معاملے میں اس کی مخالفت کرنے کی جرأت کرے گا، کیونکہ وہ مکہ کا ایک ایسا سردار اور قریش کا ایسا لیڈر تھا جس کا ہر فیصلہ واجب التعمیل اور ہر حکم واجب الاطاعت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اس کی اپنی ہی بیٹی رَملہ نے..... جو اپنی کنیت اُم حبیبہ سے معروف تھی.... اس کے باطل معبودوں کی الوہیت سے انکار کرکے اس کے غبارے کی ساری ہوا نکال دی۔ نیز اس نے اور اس کے شوہر عبیداللہ بن جحش نے خدائے واحد پر ایمان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کا اعلان کرکے اس کی چودھراہٹ کا سارا بھرم کھول کر رکھ دیا۔

ابوسفیان نے اپنی بیٹی اور داماد کو ان کے دین سے پھیر کر اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین میں واپس لانے کی انتہائی کوشش کی۔ اس کے لئے اس نے اپنا ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کر ڈالا مگر اس کی ساری ہیکڑی دھری کی دھری رہ گئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ کیونکہ ایمان جو رملہ کے دل میں راسخ ہو چکا تھا، اس کی جڑیں اتنی گہرائی میں اتر چکی تھیں کہ ابوسفیان کے غیظ وغضب کی آندھیاں اسے اکھاڑ تو کیا سکتیں، اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ سکیں۔

ابوسفیان کو رملہ کے مسلمان ہوجانے کا بڑا شدید قلق تھا اور اپنی بیٹی کو اپنے منشا کے مطابق مجبور کرنے اور اس کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر متبعین کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوششوں میں ناکامی کے بعد اس کے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس منہ سے قریش کا سامنا کرے۔

جب قریش نے یہ دیکھا کہ ابوسفیان، رملہ اور اس کے شوہر پر ناراض ہے تو وہ ان دونوں کے خلاف جری ہوگئے، وہ ان کو سخت اور اذیت ناک سزائیں دیتے اور ان کے گرد زندگی کا دائرہ روز بروز تنگ کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ ان کے لئے مکہ میں زندگی گزارنا دوبھر ہوگیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو رملہ بنت ابوسفیان، ان کا شوہر عبیداللہ بن جحش اور ان کی چھوٹی بچی حبیبہ مہاجرین کے اس قافلے میں پیش پیش تھے، جس نے اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے نجاشی کی حمایت حاصل کی تھی۔

لیکن مسلمانوں کی اس مختصر سی جماعت کا ان کے ہاتھ سے بچ نکلنا اور حبشہ میں اس کا آرام وسکون سے رہنا ابوسفیان اور اس کے ہم خیال دوسرے زعمائے قریش کو سخت ناگوار گزرا، اس لئے انہوں نے نجاشی کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے، ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے اور اس کو یہ باور کرانے کے لئے کہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام اور ان کی والدہ مریم (علیہا السلام) کے متعلق نہایت ناپسندیدہ بات کہتے ہیں، اپنے سفیروں کو حبشہ بھیجا۔

نجاشی نے مسلمانوں کو بلا بھیجا اور ان سے ان کے دین کی حقیقت اور اس بات کی اصلیت دریافت کی جو وہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے متعلق کہتے ہیں۔ اس نے مسلمانوں سے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ قرآن کے کچھ

اجزاء اسے سنائیں جو ان کے نبی کے قلب پر نازل ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں نے اس کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کی اور قرآن کریم کی چند آیات اسے سنائیں تو وہ اتنا متاثر ہوا کہ روتے روتے اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر اس نے مسلمانوں سے کہا:

”یہ کلام جو تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور وہ جس کو عیسیٰ ابن مریم لائے تھے، دونوں ایک ہی نور کی شعاعیں ہیں۔“

اور پھر وہ خدائے واحد پر ایمان اور نبوت محمدیہ کی تصدیق کا اعلان کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ اس موقع پر اس نے ان مسلمانوں کے لئے اپنی حمایت کا اعلان بھی کیا جو ہجرت کر کے اس کے ملک میں آئے تھے۔ اس معاملے میں اس نے اپنے سرداروں کی مخالفت کی کوئی پروا نہیں کی، جنہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے دین نصرانیت پر قائم رہے۔

اس کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ طویل پریشانیوں کے بعد اب حالات ان کے لئے سازگار ہوگئے ہیں اور آلام ومصائب کے اس دشوار گزار سفر نے ان کو امن وامان کے گہوارے میں پہنچا دیا ہے، مگر وہ حالات ان کی نگاہوں سے پوشیدہ تھے، جنہیں نوشتہ تقدیر نے ان کے لئے چھپا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ایک ایسے مشکل امتحان میں ڈالنا چاہا جس میں بڑے بڑے ارباب عقل ودانش حیران وسرگشتہ ہو کر رہ جائیں۔ لیکن اس کے ساتھ اس نے یہ بھی چاہا کہ ان کو اس سخت ترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ نکال کر فوز وفلاح کی بلند ترین چوٹی پر پہنچا دے۔

چنانچہ ایک رات حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان کا شوہر عبیداللہ بن جحش ایک ایسے بحرِ مواج کی سرکش موجوں میں پھنسا ہوا ان سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے جس پر تہہ بہ تہہ تاریکیاں مسلط ہیں اور وہ انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں گرفتار ہے۔

خوف اور اضطراب کی وجہ سے ان کی نیند کھل گئی۔ اس خواب کا ذکر وہ اپنے شوہر یا کسی دوسرے شخص سے کرنا نہیں چاہتی تھیں، لیکن وہ خواب بہت جلد ایک حقیقت کی شکل میں ان کے سامنے آگیا۔ اس منحوس رات کی صبح ابھی شام سے تبدیل نہیں ہونے پائی تھی کہ عبیداللہ بن جحش نے اپنے دین سے مرتد ہو کر نصرانیت اختیار کر لی۔ اس کے بعد اس کا زیادہ تر وقت شراب خانوں میں گزرنے لگا۔ اس کثرت کے ساتھ شراب نوشی کے باوجود وہ اس سے آسودہ نہیں ہوتا تھا۔ اس نے حضرت ام حبیبہؓ کو دو میں سے ایک چیز کے انتخاب کی آزادی دے دی، جو دونوں ہی انتہائی ناپسندیدہ یعنی یا تو وہ طلاق لے لیں یا نصرانیت اختیار کر لیں۔

حضرت ام حبیبہؓ نے خود کو اچانک تین مشکلات میں محصور پایا۔ یا تو وہ اپنے شوہر کی بات مان لیں.... جو مسلسل انہیں نصرانیت کی دعوت دے رہا تھا.... اور اس طرح (العیاذ باللہ!) اپنے دین سے پھر جائیں اور دنیا وآخرت کی ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں، اور یہ ایسا کام تھا جس کو وہ کسی قیمت پر نہیں کر سکتی تھیں، چاہے اس کے نتیجے میں ان کے جسم کا گوشت پوست لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ان کی ہڈیوں سے کھرچ کر الگ کر دیا جاتا، یا وہ مکہ میں اپنے والد کے گھر واپس چلی جائیں اور وہاں ایسی زندگی گزارنے پر مجبور ہوں جس میں ان کو اپنے دین پر عمل کرنے سے روک دیا گیا ہو، کیونکہ مکہ ابھی تک کفر وشرک کا گڑھ تھا، یا پھر وہ تنہا اور بے یار و مددگار سرزمین حبشہ میں ٹھہری رہیں۔ انہوں نے اللہ عزوجل کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہوئے تیسری اور آخری شکل کو ترجیح دی اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے آسانی و کشادگی کی امید پر حبشہ میں ٹھہرنے کا فیصلہ کرلیا۔

حضرت ام حبیبہؓ نے اللہ تعالیٰ سے جس کشادگی کی توقع کی تھی اس کے لئے انہیں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا، کیونکہ ان کے شوہر کی عدتِ وفات سے فارغ ہوتے ہی.... جو ارتداد کے بعد زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکا تھا.... بالکل غیر متوقع طور پر ان کے پاس ان کی خوش نصیبی کا پیغام آپہنچا۔

ایک روز چاشت کے وقت جب دن خوب روشن ہو چکا تھا اور سورج کی رُوپہلی کرنوں نے زمین کو چاندی کا لباس پہنا دیا تھا، ان کے دروازے پر دستک ہوئی۔ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو اچانک اپنے سامنے نجاشی کی خادمۂ خاص ”ابرہہ“ کو دیکھ کر مبہوت رہ گئیں۔ ابرہہ نے بڑے ادب اور خندہ جبینی کے ساتھ سلام کر کے اندر آنے کی اجازت مانگی اور کہا:

”بادشاہ سلامت آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور ایک خط کے ذریعے اُن کو اپنا وکیل بنایا ہے،

تو آپ بھی اپنے طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر دیجئے۔‘‘

یہ سن کر حضرت ام حبیبہؓ خوشی سے پھولی نہ سمائیں اور بے ساختہ بول پڑیں:

’’بَشَّرَکِ اللّٰہُ بِالْخَیرِ... بَشَّرَکِ اللّٰہُ بِالْخَیرِ۔‘‘

ترجمہ: ’’اللہ تم کو خوش رکھے، اللہ تم کو خوشخبری سنائے۔‘‘

پھر اپنے جسم سے ایک ایک کر کے تمام زیورات اتارنے لگیں۔ انہوں نے اپنے کنگن اتار کر ابرہہ کو دے دیئے۔ پھر پازیب، پھر دونوں کانوں کی بالیاں اور انگوٹھیاں اس کو دے دیں اور اگر اس وقت ان کے پاس دنیا کے سارے خزانے ہوتے تو وہ سب ابرہہ کو بخش دیتیں، پھر انہوں نے کہا کہ میں خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل بناتی ہوں، کیونکہ وہ میرے قریب ترین رشتہ دار ہیں۔

نجاشی کا رہائشی محل درختوں سے گھرے ہوئے ایک بلند ٹیلے پر واقع تھا اور اس کے نشیب میں حبشہ کا سب سے خوبصورت باغ اس کے حسن کو دوبالا کر رہا تھا۔ اسی محل کے ایک وسیع و عریض ہال میں.... جو نہایت خوبصورت نقش و نگار سے آراستہ اور پیتل کے سنہرے چمکیلے چراغوں کی روشنی سے منور ہو رہا تھا، جس میں قیمتی اور نفیس فرش بچھا ہوا تھا.... حبشہ میں مقیم صحابہ کرامؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ اور حضرت عبداللہ ابن حذافہ سہمیؓ وغیرہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منعقد ہونے والے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے نکاح میں شرکت کے لئے جمع تھے۔ جب سب لوگ آ چکے تو نجاشیؒ نے جو مجلس کے صدر نشین تھے، خطبہ دیتے ہوئے کہا:

’’میں شکر ادا کرتا ہوں اس خدائے بزرگ و برتر کا جو ہر قسم کے عیوب سے پاک، اپنے بندوں کو امن و اطمینان بخشنے والا اور لامحدود طاقت و قوت کا سرچشمہ ہے، اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی دوسرا بندگی اور عبادت کا حقدار نہیں ہے، اور اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی کہ وہ انہیں کی ذات پاک ہے جس کی بشارت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی تھی۔

امابعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ کو ان کے عقد میں دیدوں، سو میں آپؐ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور ان کی طرف سے ام حبیبہؓ کو چار سو طلائی دینار بطور مہر ادا کرتا ہوں۔

اور انہوں نے دینار حضرت خالد بن سعیدؓ کے سامنے ڈھیر کر دیئے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن سعیدؓ بن عاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے جوابی خطبے میں فرمایا:

’’ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اسی سے اعانت طلب کرتا ہوں، اسی سے استغفار کرتا ہوں اور اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنہ قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری رکھیں گے: علمائے کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالواجد، مولانا ابوبکر صدیق، مولانا سمیع اللہ، مولانا محمد ارشد، قاری محمد امیر، مولانا محمد اقبال، مولانا عابد ارشاد نے خطبات جمعہ میں بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنہ قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری رکھیں گے۔ عوام الناس کو اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے روشناس کرانا امت مسلمہ کا اولین فریضہ ہے اور یہ عمل کل قیامت والے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔ علماء کرام نے عوام الناس کو 30 ستمبر کو مانگا منڈی لاہور کرکٹ گراؤنڈ میں ہونے والی تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ یہ کانفرنس فقید المثال اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سنگ میل ثابت ہوگی۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا ایمانی اور بنیادی فرض ہے۔ حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر و مکمل عملدرآمد کراتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی آئینی و قانونی ذمہ داری پوری کرے۔ قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف بیرونی دباؤ اور اندرونی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔ قادیانیت نوازی کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی اور مسلمانان پاکستان ختم نبوت کے خلاف کوئی ناپاک سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ قادیانی لابی ملک دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ پاکستان کو ناکام ریاست بنانے کی عالمی سازشیں عروج پر ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

اور حق دے کر اس لئے بھیجا ہے کہ اس کو پُوری جنسِ دین پر غالب کردیں، خواہ یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔‘‘ امابعد! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجالاتا ہوں اور اپنی مُوکلہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کو ان کے نکاح میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو ان کی بیوی میں برکت عطا فرمائے اور ام حبیبہ کو وہ خیر و برکت مبارک ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں لکھ دی تھی۔‘‘

پھر جب حضرت خالد بن سعیدؓ دیناروں کو اٹھا کر کھڑے ہوگئے تاکہ انہیں حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے یہاں پہنچادیں اور ان کے ساتھ ہی دوسرے صحابہ کرامؓ بھی واپسی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو نجاشیؒ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

’’آپ سب حضرات ابھی تشریف رکھیں، کیونکہ انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنت یہ ہے کہ جب وہ نکاح کرتے ہیں تو کھانا کھلاتے ہیں۔‘‘

پھر انہوں نے کھانا منگوایا، اور سب لوگ اس سے فارغ ہوکر اپنی قیام گاہوں کی طرف لوٹ گئے۔

حضرت ام حبیبہؓ کہتی ہیں:

’’جب مہر کی رقم میرے پاس پہنچی تو میں نے اس میں سے پچاس مثقال (ایک مثقال: ڈیڑھ تولہ) سونا ابرہہ کے یہاں بھیج دیا اور ساتھ ہی اس کو یہ بھی کہلادیا کہ خوشخبری دیتے وقت میں نے تم کو جو کچھ دیا تھا وہ اس حال میں دیا تھا کہ میرے پاس اس وقت تم کو دینے کے لئے اور کچھ نہیں تھا.... تھوڑی دیر بعد ابرہہ میرے پاس آئی اور اس نے وہ سونا جو میں نے اس کے پاس بھیجا تھا، واپس کردیا۔ پھر اس نے ایک ڈبہ نکالا، جس میں میرے دیئے ہوئے زیورات تھے۔ اس نے وہ سارے زیورات بھی یہ کہتے ہوئے مجھے لوٹادیئے کہ بادشاہ نے مجھے آپ سے کچھ لینے کو سختی سے منع کیا ہے اور انہوں نے اپنی تمام بیگمات کو حکم دیا ہے کہ ان کے پاس جتنی خوشبو ہو، وہ سب آپ کے پاس بھیج دیں اور اگلے روز ابرہہ میرے پاس زعفران، عودوعنبر لے کر آئی۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، میرے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں نے اسلام قبول کرکے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پیروی اختیار کرلی ہے۔ تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچادیجئے گا اور ان کو بتادیجئے گا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاچکی ہوں۔ اس کو بھولئے گا مت۔ پھر اس نے میری روانگی کا انتظام کیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کردی گئی۔

جب میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو میں نے نکاح کی پوری روئیداد آپ کو سنائی اور جو کچھ میں نے ابرہہ کے ساتھ کیا تھا، اس سے بھی آپ کو آگاہ کیا اور اس کا سلام بھی آپ کو پہنچادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی باتیں سن کر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور اس کے سلام کے جواب میں فرمایا: ’’وعلیہا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔‘‘ ☆☆☆

ربیع الاول کا مہینہ انسانیت کے لئے پہلی بہار کا پیغام ہے: علماء کرام

تمام مسلمان ماہِ ربیع الاول تحفظ ختم نبوت کے جذبے سے منائیں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا سمیع اللہ نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ انسانیت کے لیے پہلی بہار کا پیغام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ایمان کا حصہ ہے تمام مسلمان ماہ ربیع الاول تحفظ ختم نبوت کے جذبے سے منائیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر ہی دنیا وآخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے ساتھ خاص طور پر اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی اس دنیا میں آمد کائنات کی تاریخ میں وہ بابرکت لمحہ ہے، جب پوری دنیا کی کایا پلٹ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو ظلم اور جہالت کی تاریکیوں سے نجات دلائی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو مخلوق خدا سے محبت کرنے کا درس دیا۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تذکرہ تمام آسمانی صحیفوں میں موجود تھا اور امتیں آپ ﷺ کا انتظار کررہی تھیں۔ آپ ﷺ اندھیروں میں اجالا اور آفتاب نبوت بن کر طلوع ہوئے تو انسانوں کا مقدر جگمگا اٹھا، خطباء کو ماہِ ربیع الاول میں آپ ﷺ کی سیرت کے اس پہلو کو نمایاں طور پر بیان کرنا چاہیے۔

مفکرِ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم نے ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی تو شجاع آباد اور جلال پور پیروالا کے درمیان ایک قصبہ حافظ والا ہے، وہاں ایک جلسہ تھا۔ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ اور مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) مدعو تھے۔ راقم بھی جلسہ میں شریک ہوا تو مولانا منظور احمد شاہ حجازی نے فرمایا کہ آج کل کیا مصروفیات ہیں؟ راقم نے کہا کہ ابھی کہیں امامت وخطابت، تدریس کی جگہ نہیں بنی۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت بنوریؒ نے علمائے کرام سے درخواستیں مانگی ہیں، مجلس کو اندرون و بیرون ملک مبلغین کی ضرورت ہے، مجلس کا دفتر کوٹلہ تولے خان ملتان میں واقع ہے۔ وہاں مولانا محمد شریف جالندھریؒ موجود ہوں گے جو مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ ہیں، انہیں مل کر درخواست جمع کرادیں، چنانچہ اگلے روز راقم ملتان دفتر مرکزیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو ملا۔ انہیں درخواست دی، انہوں نے فرمایا: کورس کے استاذ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ہیں، وہ اپنے کمرہ میں تشریف فرما ہیں، انہیں مل لیں، وہ جو وقت ارشاد فرمائیں، آپ اس دن تشریف لے آئیں۔ راقم استاذ محترم کے کمرہ میں حاضر ہوا، درخواست دی اور معلوم کیا کہ تعلیم کا آغاز کب ہو گا؟ مل کر چلا گیا، یہ میری مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے پہلی ملاقات تھی۔

مولانا محمد شریف جالندھر ضلع کی مردم خیز تحصیل نکودر سے مہاجر اور آرائیں فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ قیام پاکستان سے پہلے مجلس احرار اسلام میں اور قیام پاکستان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل رہے۔ آپ نے تحریک آزادی میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں، جس کی وجہ سے حضرت امیر شریعت اور بزرگان احرار کے فدائیوں اور شیدائیوں میں سے تھے۔ آپ نے دورۂ حدیث شریف از ہر ہند دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ سے قرآن و سنت کے اسرار ورموز سیکھے اور ان اکابر کے صلاح وتقویٰ کے اثرات ان کی پوری زندگی میں نمایاں رہے۔

جب ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی اور اس کی سب سے پہلی کارروائی جو لکھی گئی وہ آپ کے قلم سے نکلی۔ آپ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کے قابل قدر اور قابل اعتماد ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ نپی تلی گفتگو اور تحریر لکھتے۔ ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری میں گزار دی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مجلس کے دفتر سے گرفتار ہوئے۔

مولانا بندہ کے محسنین میں سے تھے۔ انہیں جماعتی رفقاء چاچا شریف کہتے۔ راقم جماعت میں آیا۔ سب سے پہلا تعارفی خط آپ نے مولانا رشید احمد لدھیانویؒ رحیم یار خان تب مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے ناظم اعلیٰ کے نام لکھ کر دیا۔

راقم کی فیملی بستی مٹھو میں شاملات دیہہ میں رہائش پذیر تھی۔ والد محترم الحاج میاں عبدالخالقؒ اور دو بھائیوں ڈاکٹر محمد اسحاق، حاجی محمد یعقوب نے صدیق آباد (اکراری) میں جلال پور پیر والا روڈ پر زمین خریدی۔ والد محترم نے فرمایا کہ آپ بھی اپنے دونوں بھائیوں اور والدین کے ساتھ آجائیں اور رہائش کے لئے ہمارے ساتھ دس مرلے خرید لیں۔ میں نے رقم کا عذر کیا۔ والد صاحب نے فرمایا: ”جماعت سے درخواست کریں تو میں نے مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے درخواست کی کہ ہماری رہائش کی جگہ ذاتی نہیں ہے۔ روڈ پر زمین ۲۵۰ روپے مرلہ کے حساب سے بک رہی ہے۔ مجھے مجلس کے بیت المال سے ۲۵۰۰ روپے قرض عنایت فرمائیں۔

چاچا جی نے فرمایا کہ آپ حضرت بنوریؒ (تب امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) سے لکھوا کر لائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت بنوریؒ تک تو راقم کی رسائی نہیں آپ ہی میرے لئے حضرت بنوریؒ اور حضرت جالندھریؒ ہیں، مہربانی ہوگی۔

مولانا نے فرمایا: واپسی کیسی ہوگی؟

راقم کا مشاہرہ اس وقت غالباً ۳۲۵ یا ۳۵۰ روپے تھا۔

راقم نے کہا کہ ۱۲۵ روپے ماہوار قسط ادا کروں گا، مولانا نے مہربانی فرمائی، ضروری کارروائی تحریر کرنے کے بعد مجھے اڑھائی ہزار روپے عنایت فرمادیئے۔ یوں میری رہائش کے لئے انتظام ہوگیا۔

مولانا غلام محمد علی پوریؒ مجلس بہاولپور کے مبلغ تھے، انہیں دفتر مرکزیہ میں بلالیا گیا اور راقم کا رحیم یارخان سے بہاولپور تبادلہ کردیا گیا۔

بہاولپور رمضان المبارک میں یکم تا ۱۶رمضان المبارک جامع مسجد الصادق میں صبح کی نماز کے بعد درس ہوتے رہے۔ عام طور پر ۱۶واں درس مولانا محمد شریفؒ کا ہوتا۔ تشریف لاتے اور راقم کی راہنمائی فرماتے۔ راقم بہاولپور تھا کہ جلال پور پیروالا مجلس کے امیر مولانا حسین احمد بازدارؒ کا خط مولانا کے نام آیا اور مولانا سے استدعا کی کہ کسی ساتھی کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ ہمارے ہاں آبائی مسجد میں عیدالفطر کے بعد والا جمعہ پڑھادے تو مولانا نے راقم کو فرمایا اور راقم نے عیدالفطر کے بعد شوال المکرم کا پہلا جمعہ جلال پور والا بیان کیا۔ اگلے سال پھر مولانا حسین احمد بازدارؒ نے دفتر مرکزیہ سے درخواست کی کہ محمد اسماعیل کو جمعہ کے لئے بھیج دیا جائے۔ چاچا جی نے فرمایا کہ تونے کہا کہ اس سال بھی مجھے ہی بلائیں، راقم کا جواب نفی میں تھا، اس پُرخوشی کا اظہار فرمایا کہ ایک نوجوان مبلغ کو دوبارہ دعوت دی جائے۔

راقم بہاولپور میں ہی تھا کہ ہرنولی میانوالی سے جماعت کا تقاضا ہوا کہ کوئی مبلغ بھیجا جائے تو آپ نے مجھے حکم فرمایا۔ ہرنولی گیا تو وہاں حیات وممالت کا جھگڑا زوروں پر تھا، راقم نے منکرین حیات کا درس سنا تو راقم نے رات کے بیان میں مماتی احباب سے درخواست کی کہ ملک میں ہزاروں مسائل موجود ہیں جن پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔ آپ حضرات کو صرف حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی موضوع بحث ملی، انہیں اس سلسلہ میں غیرت دلائی۔ اگلے دن ایک جماعتی بزرگ راؤ محمد حنیفؒ جو راقم کے میزبان تھے، ان کی معیت میں حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ کی خدمت میں خانقاہ شریف حاضری ہوئی۔ راؤ صاحب نے حضرت والا کو راقم کے بیان کی رپورٹ پیش کی۔ شاید کسی اور ذریعہ سے حضرت کی خدمت میں رپورٹ پیش ہوئی ہو، چنیوٹ کانفرنس جو دسمبر کے مہینے میں سخت سردیوں میں ہوتی تھی، حضرت والا نے باتوں باتوں میں راقم کی ہرنولی والی تقریر کا تذکرہ فرمایا تو مولانا فرمانے لگے کہ حضرت! پھر اپنے مولوی جی (محمد اسماعیل) کامیاب ہوئے کہ نہیں؟ حضرت والا نے اثبات میں جواب دیا تو مولانا بہت ہی خوش ہوئے۔ مولانا اور جماعت کے بزرگ چھوٹوں کو بڑا بنانے کا گر جانتے تھے۔

چوہدری ظہور الٰہی شہید ۱۹۷۴ء کی تحریک کے مرکزی قائدین میں سے تھے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا۔ تو مولانا محمد شریف صاحبؒ نے چوہدری شجاعت حسین کو تعزیتی خط تحریر فرمایا، راقم کو کہا کہ اس خط کو دیکھ لیں۔ راقم نے پڑھا، مولانا نے لکھا تھا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کھاریاں کے علاقہ میں پولیس گردی سے دو نوجوان شہید کردیئے گئے۔ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس جاری تھا، اس میں یہ واقعہ بیان ہوا تو چوہدری ظہور الٰہی فرمانے لگے: ’’بعض اوقات غلط رپورٹیں بھی پیش ہوجاتی ہیں، جب تک تحقیق نہ کرلی جائے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے، کوئی ذمہ دار ساتھی کھاریاں جائے اور تحقیق کرلے کہ واقعہ کیا ہے؟ تو ہاؤس میں سناٹا طاری ہوگیا تو مولانا محمد شریف صاحب نے فرمایا کہ میں جاؤں گا۔ چوہدری ظہور الٰہی کہنے لگے: مولانا! آپ کے بس کی بات نہیں، کیونکہ کھاریاں پہاڑی علاقہ ہے اور آپ بوڑھے آدمی ہیں۔‘‘

نوابزادہ نصراللہ خان فرمانے لگے کہ اگر مولانا محمد شریف نہیں جاسکتے تو کوئی نہیں جاسکتا۔ مولانا نے اس خط میں تحریر فرمایا: میں گیا تو واقعہ صحیح تھا۔ اجلاس میں میں نے رپورٹ پیش کی تو چوہدری ظہور الٰہی نے ان میں سے ایک نوجوان جو شادی شدہ تھا، اس کا وظیفہ غیرشادی شدہ سے زیادہ جاری کیا، مولانا نے رقم بھی لکھی، جواب یاد نہیں ہے۔

مولانا نے چوہدری شجاعت حسین کو لکھا کہ: ’’میں توقع رکھوں گا کہ ایسے وظائف جاری رہیں جو بند نہ ہوں۔‘‘

راقم نے کہا: چاچا جی! اس کی کاپی کرنے کی بھی اجازت ہے؟ آپ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو اجازت اس لئے لے رہا ہے کہ محمد شریف مرے تو اس خط کا حوالہ دے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کے تمام مصارف مجلس نے ادا کئے۔ اسلام آباد میں مجلس عمل کا پروگرام تھا۔ مولانا محمد

شریف صاحب نے مرکزی راہنماؤں کو ہوائی جہاز کے ٹکٹ ان کی رہائش گاہوں میں پہنچائے اور خود گورنمنٹ ٹرانسپورٹ پر سوار ہوگئے اور جہاز کے وقت سے پہلے اسلام آباد میں پہنچ گئے۔ خیال فرمایا کہ کیوں نہ مرکزی قائدین کو ایئر پورٹ سے وصول کرلیا جائے، آپ ٹیکسی لے کر ایئرپورٹ پہنچے، قائدین کا استقبال کیا۔

جناب سید مظفر علی شمسیؒ نے کہا کہ مولانا اس فلائٹ سے پہلے کوئی فلائٹ نہیں، آپ کیسے پہنچ گئے؟ مولانا نے فرمایا کہ آپ حضرات کو ٹکٹ دینے کے بعد میں نے بس پکڑی اور اسلام آباد پہنچ گیا۔ قادیانی کیس جب اسمبلی میں پہنچا تو آپ کے حکم سے مجلس کی مرکزی لائبریری سے حوالہ جاتی کتب اسلام آباد گورنمنٹ لاجز میں مولانا مفتی محمودؒ کے کمرہ میں پہنچادی گئیں اور مجلس کے مرکزی مناظرین مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو رات کو تیاری کراتے اور یحییٰ بختیار دن کو گرجتا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں، انہوں نے امت مسلمہ کی وکالت کا حق ادا کردیا۔ قادیانیوں نے اپنا موقف جو دجل وفریب سے بھرپور تھا، تحریری طور پر اراکین اسمبلی میں تقسیم کیا۔ قادیانی گروپ کے مقابلہ میں ملت اسلامیہ کا موقف پیش کیا، جو مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے حرفاً حرفاً پڑھا اور لاہوری گروپ کے مقابلے میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے تحریر فرمایا۔

مرکزی مجلس عمل کے تمام مصارف آپ کے ہاتھوں سے ادا ہوتے۔ جب قومی اسمبلی نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو تاریخ ساز فیصلہ دیا تو مجلس کی طرف سے خیر مقدمی قرارداد آپ نے تحریر فرمائی۔ آپ عام طور پر تقریر نہیں کرتے تھے، اگر کہیں کرنا پڑتی تو نپی تلی گفتگو فرماتے اور تحریر بھی عمدہ ہوتی۔ کسی زمانہ میں ہر سال مجلس آمد و خرچ کی سالانہ روئیداد شائع کرتی، اس کا مقدمہ آپؒ کے نوک قلم سے معرض وجود میں آتا۔

مولانا ۱۹۴۹ء سے تاحیات مجلس کے آفس سیکریٹری رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے دورِ امارت میں آپ نے مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری رہے۔

۱۹۸۲ء میں آپ مرکزی مجلس عمل کے کنوینر بنادیئے گئے۔ جب ۱۹۸۴ء میں تحریک چلی تو آپ اس تحریک میں رابطہ سیکریٹری کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۸۳ء میں راجہ ظفر الحق کی وساطت سے آپ اس وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے ملے اور انہیں بتلایا کہ پورے ملک میں قادیانیوں کی خباثتوں کی وجہ سے اشتعال پایا جاتا ہے، نیز ہم نے ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو اسلام آباد چلو کی دعوت دی ہوئی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ملک میں افراتفری ہو اور انہیں مجلس عمل کے مطالبات پیش کئے۔ صدر مملکت نے اگلے دن ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو مرکزی مجلس عمل کے راہنماؤں کو ملاقات کے لئے بلایا، چنانچہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی قیادت میں مجلس کا ایک وفد ملا۔ جس میں صدر مملکت نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی صورت میں تعزیرات پاکستان میں دفعہ نمبر ۲۹۸ سی کا اضافہ کیا۔ جس کی رو سے قادیانی اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کرسکتے ہیں نہ اسلامی اصطلاحات استعمال کرسکتے ہیں۔ یہ کامیابی آپؒ کی مرہون منت ہے۔

قبل ازیں ۱۹۷۴ء کی تحریک کی کامیابی کے بعد ۱۹۷۵ء میں جب ربوہ میں ’’لوانکم اسکیم‘‘ کے تحت مسلم کالونی بنی اور اس میں نو کنال کا پلاٹ مسجد کے لئے رکھا۔ آپ نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کیا اور محکمہ ہاؤسنگ کی شرائط پوری کرتے ہوئے زمین مجلس کے لئے حاصل کی۔ غرضیکہ آپ نے نصف صدی تک تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

دسمبر ۱۹۸۴ء میں ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں شریک ہوئے، جس میں آپ کو دل کا دورہ پڑا۔ راقم اس وقت اسی کمرہ میں تھا، میں سمجھا کہ آپ پاسِ انفاس کا ذکر کر رہے ہیں۔ درحقیقت وہ دل کا دورہ تھا، آپ کو فیصل آباد لے جایا گیا۔ علاج معالجہ شروع ہوا۔ طبیعت کچھ سنبھلی تو آپ کو ٹرین کے ذریعہ ملتان روانہ کردیا گیا۔ ملتان میں بھی طبیعت سنبھلتی اور بگڑتی رہی، تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۱۴؍فروری ۱۹۸۴ء کو رات آٹھ بجے حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے رحلت فرماگئے۔ اگلے دن ملتان میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ادا ہوئی۔ دوسری نماز جنازہ حضرت رائے پوری کے خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی امامت میں آپ کے علاقہ ۸، کسی میں ادا کی گئی اور آپ کو ۸، کسی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا، اللہ پاک آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین۔☆☆

ارضِ مقدس پر یہود کے

حقِ تملیک کے قرآنی استدلال کا جائزہ!

مفتی سمیع الرحمٰن

یہود کا دعویٰ ہے کہ ارضِ مقدس ان کا قومی وطن ہے، وہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لیے تاریخی، سیاسی، سفارتی حکمت عملی کے ساتھ نظریاتی دلائل بھی بروئے کار لاتے ہیں، چونکہ ان کے عزائم میں بڑی رکاوٹ اسلام ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو زیر کرنے کے لیے مصادر شرعیہ میں سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، یہود کی یہ فکری خدمت مستشرقین نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔

ہمارے برّصغیر میں جو حلقہ مستشرقین کے زیر اثر رہ کر ان کے دعاوی کو مقبول بنانے کی سعی میں مصروف ہے، ان کی طرف سے اس دعویٰ کو تقویت پہنچانے کے لیے قرآن کریم کی دو آیتوں سے بھی استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ ذیل کے مضمون میں اسی استدلال کا جائزہ لیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق سے ہجرت فرما کر فلسطین تشریف لائے اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے، یہیں ان کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام پلے بڑھے، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں منصب اقتدار پر پہنچے تو اپنے پورے خاندان کو جو ستّر افراد کے کنبے پر مشتمل تھا، مصر بلا لیا۔ ۴۳۰ سال تک یہ خاندان مصر میں پھیلتا پھولتا رہا، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں پیدا ہوئے اور انہیں مصریوں کی غلامی سے نکال کر صحرائے سینا میں لے آئے، ان کے متروکہ شہر فلسطین پر کافر قوم آباد ہو چکی تھی، اسرائیلیوں کی تعداد تورات کی روایت کے مطابق لاکھوں میں تھی، مگر فلسطین میں بغیر مزاحمت کے نہیں بس سکتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فلسطین کی کافر قوم کے ساتھ قتال فی سبیل اللہ کا حکم فرمایا، لیکن اسرائیلیوں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا، چنانچہ سزا کے طور پر چالیس سال تک ان پر ارض مقدس حرام کر دی گئی، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اسی صحرائے سینا میں وصال ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین حضرت یوشع علیہ السلام کی سرپرستی میں یہودیوں نے قتال فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دیا تو یہ شہر ان کے قبضے میں آ گیا۔ یہودیوں نے اسی بنیاد پر ہمیشہ یہ دعویٰ کیا کہ ارض مقدس ہماری آبائی سرزمین ہے، ہم اس میں سکونت اور قومی اقتدار کا استحقاق رکھتے ہیں۔ عالمی استعمار کی سہولت کار اور نمائندہ جماعت اقوام متحدہ نے اپنی سرپرستی میں ایک قرارداد پاس کی، جس کی روشنی میں ۱۹۴۸ء میں اعلان بالفور کے مطابق دو ریاستی فارمولے کے تحت اسرائیل نامی مملکت وجود میں آ گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں کا فلسطین پر اقتدار اور قبضہ کے دعویٰ کا استحقاق کس بنیاد پر ہے؟ تاریخی بنیاد پر یا مذہبی بنیاد پر؟ اگر تاریخی بنیاد پر ہے تو بھی درست نہیں ہے، تمام مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس شہر کو کنعانیوں اور یبوسیوں نے آباد کیا تھا۔ چنانچہ رابطہ عالم اسلامی کے رکن عبداللہ بن صالح بن العبید لکھتے ہیں:

''اس زمانے میں یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ القدس ایک عبرانی شہر ہے، یہ دعویٰ ان تاریخی دستاویزات کو نظر انداز کرنے پر مبنی ہے جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ القدس شہر کے طور پر برونزی عہد کی ابتدا میں آباد ہونا شروع ہوا تھا اور اس کی تعمیر کنعانیوں نے کی تھی۔ آثار قدیمہ کے

حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں پیدا ہوئے اور انہیں مصریوں کی غلامی سے نکال کر صحرائے سینا میں لے آئے، ان کے متروکہ شہر فلسطین پر کافر قوم آباد ہو چکی تھی، اسرائیلیوں کی تعداد تورات کی روایت کے مطابق لاکھوں میں تھی، مگر فلسطین میں بغیر مزاحمت کے نہیں بس سکتے تھے

انکشافات اور تاریخی مآخذ کے مطابق فلسطین میں عربوں کی تاریخ چھ ہزار سال پرانی ہے۔"

جس کا مطلب یہ ہے کہ فلسطین میں عربوں کا وجود اسرائیلی حملے سے ۲۶۰۰ سال مقدم ہے۔ اس سے یہودیوں کی القدس پر ملکیت کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ قدیم تاریخ کے مطابق یہودیوں کی القدس پر حکومت مسلسل ۷۰ سال سے زیادہ نہیں رہی۔" (ہفت روزہ العالم الاسلامی خلاصہ ص ۱۵ تا ۲۱:۱۹۹۹ء)

اس سے زیادہ عرصہ تو مغل اور افغانستان کے مسلمانوں نے متحدہ ہندوستان پر اور عرب مسلمانوں نے ہسپانیہ پر حکومت کی ہے۔ اگر ستر سال کی مسلسل حکومت سے ملکیت ثابت ہوتی ہے تو مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ ہندوستان اور ہسپانیہ پر اپنا دعویٰ استحقاق جتلائیں، اسے کیوں خاطر میں نہیں لایا جاتا؟ اس دوغلے رویہ پر احتجاج کرتے ہوئے اقبال نے کہا تھا:

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

لیکن یہاں سردست اس قرآنی استدلال کا جائزہ لینا ہے جو استشراقی فکر سے متاثرہ حلقے کی طرف سے یہود کے دعوی استحقاق میں پیش کیا جاتا ہے۔

یہود کی حق تملیک پر قرآنی استدلال کا جائزہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطاب نقل فرمایا ہے، جس میں آپ نے اپنی قوم کو کہا ہے: "یٰقومِ ادخلوا الأرضَ المقدّسةَ الّتی کَتَبَ اللّٰہ لکمْ" (اے میری قوم! ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ، جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے)، اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ "پس اللہ تعالیٰ نے کَتَبَ اللّٰہ لکُم کے ذریعے یہ مقدس سرزمین یہود کے حق میں مقدر فرما دی ہے، جس پر اقتدار و سکونت اور تملیک کا ابدی استحقاق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملا ہے، کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خدا کی عطا کردہ سرزمین سے ان کو بے دخل کرے۔"

پہلا جواب:

جب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے اس وقت سے آج تک کسی صحابی، تابعی، مفسر، محدث، مجتہد نے "کتب اللہ لکم" سے یہ مراد سمجھی ہے نہ یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ اس سے یہود کی مقدس سرزمین پر ابدی حقِ تملیک ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ مراد اتنی واضح تھی تو سلفِ صالحین اس پر کلام فرماتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے جلاوطن کردہ یہودیوں کو ان کی آبائی استحقاقی سرزمین دلاتے، حضرت عمر فاروقؓ ارضِ مقدس کو فتح کرنے کے بعد اس آیت پر عمل کرتے ہوئے دربدر بھٹکتے یہودیوں کو یہ سرزمین حوالہ کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے۔ لیکن اس آبائی حق تملیک پر نہ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا، نہ حضرت عمر فاروقؓ نے غلبہ پا کر یہ سرزمین یہودیوں کے حوالہ کی، نہ کسی صحابی نے انہیں قرآنی آیت سنا کر یہ حکم الٰہی یاد دلایا۔ یہ نادر خیال اور استدلال آیا تو صرف اور صرف استشراقی فکر سے فیض یاب ہونے والے محققین کو آیا۔

دوسرا جواب:

قرآن کریم میں کتب کا لفظ کئی معنی میں آیا ہے۔

1. کتب بمعنی قضی فیصلہ کرنا۔ (جیسے کَتَبَ اللّٰہ لأغلِبَنّ اَنَا وَرُسلِي۔ دیکھیے: تفسیر طبری: المجادلة: ذیل آیت:۲۱)
2. کتب بمعنی أمر۔ (تفسیر طبری: المائدة: ذیل آیت:۲۱)
3. کتب بمعنی وعد۔ (تفسیر ابنِ کثیر: المائدة: ذیل آیت:۲۱)
4. کتب بمعنی وھب۔ (تفسیر طبری: المائدة: ذیل آیت:۲۱)
5. کتب یعنی کتب فی اللوح المحفوظ۔ (تفسیر الآلوسی: ذیل آیت ۲۱)
6. "کتب ای قدّرھا وقسمھا لکم" (تفسیر الآلوسی: ذیل آیت ۲۱)

ان معانی میں سے کوئی ایک معانی بھی ابدی حقِ تملیک اور دائمی حقِ استقرار پر دلالت نہیں کرتا، کتب اللہ لکم کے ذریعے جو وعدہ یہود سے کیا گیا تھا، اس وعدہ کی تکمیل ایک مرتبہ یہود کے ارض مقدس میں داخل ہونے سے پوری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام طبریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ نکتہ اعتراض اٹھایا کہ جب فإنّها مُحرّمة علیهم کے ذریعے ارض مقدس یہود پر حرام کر دی گئی ہے تو پھر لوح محفوظ میں لکھا کیسے ثابت ہوگا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اسرائیلیوں کے لیے جو مقامِ سکونت مقدر میں لکھا گیا تھا، وہ بعد میں ارض مقدس میں داخل ہونے اور اسے جائے سکونت بنانے سے پورا ہو گیا۔ (اس میں تسلسل اور دوام کا پایا جانا ضروری نہیں ہے، لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہونا دلیل ابدیت نہیں ہے)۔

مزید برآں لوحِ محفوظ کے مندرجات میں

تغیّر وتبدل جاری رہتا ہے، محض مقدّر اور لوح محفوظ میں درج ہونے سے کسی امر کو دوام و ابدیت کی دلیل نہیں ٹھہرایا جاسکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ’’لِکلِ أجلِ کتاب یَمْحُو اللہ ما یَشَاءُ و یُثْبِتُ و عِنْدَہ اُمّ الکتاب۔‘‘ (الرعد:۳۸،۳۹)’’ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا، مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔‘‘

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ دوران طواف روتے ہوئے دعا کرتے تھے: ’’اللّٰھم إن کُنْتَ کَتَبْتَنِی فی اھل السعادۃ فأثبتنی فیھا، وإن کنت کتبتنی فی اھل الشقاوۃ والذنب فامحُنی وأثبتنی فی اھل السعادۃ والمغفرۃ فإنّک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک امّ الکتاب۔‘‘ (اے اللہ اگر آپ نے مجھے (لوح محفوظ میں) اہل سعادت میں لکھ رکھا ہے تو اسے ثابت رکھیے اور اگر آپ نے مجھے (لوح محفوظ میں) بدبخت اور گناہگاروں میں لکھا ہے تو یہ لکھا مٹا دیجئے اور اہل سعادت ومغفرت میں ٹھہرا دیجئے، بے شک آپ جو چاہتے ہیں مٹاتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ثابت رکھتے ہیں اور آپ ہی کے پاس لوح محفوظ ہے)۔(تفسیر القرطبی:الرعد:ذیل آیت:۳۹)

اسی طرح کی دعا حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی مروی ہے۔ حضرت مالک بن دینار نے ایک خاتون کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: ’’اللھم إن کان فی بطنھا جاریۃٍ فأبدلھا غلاماً فإنّک تمحو ماتشاء وتثبت وعندک ام الکتاب‘‘ (اے اللہ! اگر اس کے پیٹ میں باندی ہے تو اسے غلام سے بدل دے، بے شک تو مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے اور آپ کے پاس ہی لوح محفوظ ہے۔(تفسیر القرطبی:الرعد:ذیل آیت:۳۹)

لہٰذا معلوم ہوا کہ محض لوح محفوظ میں لکھے جانے سے کسی چیز کا دوام ثابت نہیں ہوتا اور لوح محفوظ کے مندرجات میں تغیّر وتبدل بھی رہتا ہے، ہاں علمِ الٰہی ازل سے اور ابد تک تغیّر وتبدل سے پاک اور محفوظ ہے۔

تیسرا جواب:

اگر کتب اللہ لکم کی بنا پر ارض مقدس یہود کے حق میں مقدّر ہو چکی تھی تو پھر فإنّھا محرّمۃ علیھم کے ذریعے چالیس سال تک یہود کو ان کے حق سے کیوں محروم کردیا گیا؟ اس کے جواب میں استشراقی حلقۂ فکر کے احباب کہتے ہیں محرومیت کی یہ مدّت محدود تھی۔ حالانکہ سوال یہ نہیں کہ محرومیت کی مدّت محدود تھی یا غیر محدود؟ بلکہ سوال یہ ہے کہ مقدّر میں لکھے حکم سے محروم کیا ہی کیوں کیا گیا؟

اس کا حقیقی جواب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے انہیں ارض مقدس سے محروم کر دیا گیا۔ کیونکہ جب انہوں نے قتال کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا: ’’فاذھب انْت وربّک فقاتلا انا ھٰھُنا قاعدون‘‘ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے علمِ ازلی کی بنا پر اطلاع فرمادی کہ چالیس سال کے بعد اسرائیلی قتال کا حکم بجالا کر ارض مقدس میں سکونت اختیار کریں گے، تب تک ارض مقدس سے محروم رہیں گے، چنانچہ چالیس سال کے بعد جب اسرائیلی حکمِ الٰہی بجالائے تب ارضِ مقدس کے فاتح بنے، محض چالیس سال کی دربدری کی مدت مکمل کرنے سے ارض مقدس کے مالک نہیں بنے۔ گویا ارضِ مقدس کا انعام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ مشروط تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زبور کا حوالہ دے کر فرمایا ہے کہ وہ ارض مقدس کی وراثت کا استحقاق اپنے نیک بندوں کو بخشتا ہے: ’’ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر أن الارض یرثُھا عبادی الصالحون‘‘ (الانبیاء:۱۰۵) ترجمہ: اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔

یہود نے جس طرح قتال فی سبیل اللہ کا انکار کرکے اپنے استحقاق کو ختم کردیا تھا اور چالیس سال کے بعد قتال کا حکم بجالا کر ارض مقدس کے مالک بنے تھے، اسی طرح خاتم الأنبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرکے ارض مقدس کے اعزازی استحقاق سے محروم ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی وجہ سے یہ امت کافرہ بن چکی ہے اور ارض مقدس سے ان کی محرومی مندرجہ بالا نص سے ثابت ہے۔ اس استدلال کو قیاسی بتلانا صریح مغالطہ ہے۔ یہود کے ابدی استحقاق پر کوئی صریح نص نہیں ہے، مگر بالفرض اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو ان کے عزلِ استحقاق پر صریح نص موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو محض اس لیے اعزاز و اکرام سے نوازے کہ وہ برگزیدہ لوگوں کی اولاد ہے۔ سنت الٰہیہ میں اعزاز واکرام کے وعدے ایمان کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ نیز کتب اللہ لکم کے ذریعے امر تکوینی کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ یہود کے لیے امر تشریعی نہیں ہے کہ وہ کفر کی حالت میں بھی اس سرزمین کو حاصل کرنے کے مکلف ہوں کیونکہ ’’کتب‘‘ امر تشریعی کے

لیےاس وقت ہوتا ہے جب اس کے صلہ میں ”علٰی“ ہو، جیسے کُتِبَ علیکم الصّیام(فرض کیا گیاتم پر روزہ)(البقرۃ:۱۸۳) کُتِبَ علیکم القتال (فرض ہوئی تم پر لڑائی)(البقرۃ:۲۱۶) بالفرض! امر تشریعی مان لیا جائے تب بھی یہ قابل استدلال نہیں، کیونکہ شریعت محمدیہ شریعت موسوی کے لیے ناسخ کی حیثیت رکھتی ہے۔

چوتھا جواب:

اللہ تعالیٰ نے حصولِ اولاد کے لیے فرمایا: وابتغوا مَا کتب اللہ لکم (اس اولاد کی کوشش کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے، لیکن اس مقدر کے لکھے کو حاصل کرنے کے لیے تشریعی امور کا التزام ضروری ہے۔ وہ ہے شرعی نکاح کرنا، جو دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص امر تکوینی سے استدلال کرتے ہوئے کسی اجنبیہ سے حصول اولاد کی کوشش کرے گا تو اس کی قسمت میں کوڑے اور سنگ ساری کی سزا ہے ،اسی طرح یہود کے لیے کتب اللہ لکم سے ارض مقدس کا حصول ایمان اور عمل صالح کی تشریعی امور کے اہتمام پر موقوف ہے، اگر یہود محض امر تکوین سے استدلال کر کے ارض مقدس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو ان کی قسمت میں ذلت ومسکنت کے عذاب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دیتے ہوئے فرمایا: ”ضربت علیھم الذلة والمسکنة وباؤ ابغضب من اللہ“

یہود کی شامت اعمال سے جب رومی حملہ آور طیطوس (ٹائی ٹس) نے ارض مقدس پر حملہ کر کے یہود کو جلاوطن کر دیا، اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واِنْ عُدتُّم عُدنا (اگر تم پھر کفر وعصیان کی روش پر لوٹ آئے تو ہم تمہیں اسی طرح پھر عذاب سے دو چار کریں گے)۔ یہود نے ان واقعات سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی بجائے تکذیب اور مخالفت پر اتر آئے، اس لیے امّت محمدیہ ان کے لیے قہر الٰہی بن کر نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعے بھی کافروں کو عذاب دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ”قاتلوا ھم یعذّبھم اللہ بایدیکم“ (التوبۃ:۱۴) ”لڑو ان سے تاکہ عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے۔“ پس یہود کا کفر وعصیان ارض مقدس سے محروم ہونے کی بنیاد ہے اور اس سے ان کو بے دخل کیا جانا وعدہ الٰہی کا تقاضا ہے، جس کی تکمیل تشریعی طور پر اہل ایمان کے ذمہ ہے۔

پانچواں جواب:

اگر ارض مقدس پر یہود کا ابدی استحقاق ہوتا تو پھر شام کی کنجیاں حضور ﷺ کو نہ دی جاتی، اللہ تعالیٰ نے وہ کنجیاں حضور ﷺ کو دے کر اس کا مالک امّت محمدیہ کو بنا دیا، چنانچہ عہدِ فاروقی میں اس سرزمین نے مسلمانوں کے فاتحانہ قدموں کا استقبال کیا۔ حضرت براءؓ کا بیان ہے کہ غزوۂ خندق (کی کھدائی) کے موقع پر ایک سخت چٹان آڑے آ گئی، جس پر کدال اچٹ جاتی اور چٹان ٹوٹتی نہ تھی، ہم نے آپ سے شکوہ کیا، آپ ﷺ تشریف لائے، کدال لی اور بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی (تو ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا) اور آپ نے فرمایا: ”اللہ اکبر! مجھے ملکِ شام کی کنجیاں دی گئی ہیں، واللہ! میں اس وقت وہاں کے سنہرے محلوں کو دیکھ رہا ہوں۔“ یہ بشارت عہد فاروقی میں مکمل ہوئی، قرآن و سنت کی ان نصوص کو نظر انداز کر کے کتاب مقدس کے محرفہ مندرجات کو سامنے رکھ کر یہود کے دعوی استحقاق کی فکری عمارت کھڑی کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔

دوسرے استدلال پر ایک نظر:

ارض مقدس پر قوم یہود کے حقِ تملیک کے لیے دوسرا استدلال اس آیت کریمہ سے پیش کیا جاتا ہے: ”وأورثنا القوم الذین کانوا یُستَضعَفُونَ مشارق الارض ومغاربھا الّتی بٰرکنا فیھا“ (الاعراف:۱۳۷) ”اور وارث کر دیا ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشرق اور مغرب کا کہ جس میں برکت رکھی ہے ہم نے۔“

آیت کریمہ کے لفظ وراثت سے یہود کے دعوی حق تملیک کا استدلال کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ لفظ آیت کریمہ میں فقہی اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ یہ تعبیر محض عطائے الٰہی اور بلامشقت نوازنے کے لیے استعمال ہوئی ہے، اس لفظ سے ابدی حق تملیک کی نکتہ آفرینی درست نہیں ہے، کیونکہ یہی لفظ فرعون کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ارض مصر کی وراثت سے نوازا تھا پھر اس سے چھین بھی لی تھی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرعون کے ظلم وستم پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”قال موسی لقومه استعینوا باللہ واصبروا إنّ الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین“ (الأعراف:۱۲۸)، موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم

سے فرمایا: ”اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، ساری زمین اللہ کی ملکیت میں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام ایمان والوں کا ہے۔“

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے امر تکوینی سے دنیاوی جاہ ومنصب سے جسے چاہے نوازتا رہتا ہے، خواہ وہ کافر ہو یا مؤمن، ہاں حسن انجام صرف اہل ایمان کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک طرف اقتدار کے تکوینی ہونے کی جانب اشارہ فرمایا، اور دوسری طرف اسرائیلیوں کو امید دلائی کہ یہ تکوینی فیصلہ تمہارے حق میں بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تمہیں اس کا وارث بنا کر اس کا اقتدار تم میں بھی منتقل کرسکتا ہے۔

چنانچہ سورۂ اعراف کی آیت کریمہ ”وأورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا الّتی بٰرکنا فیھا۔“ (الاعراف:۷:۱۳۷) میں اور سورت دخان کی آیت کریمہ: ”وأورثنا ھا قوماً اٰخرین“ (الدخان:۲۸) میں اسی انتقال وراثت کا اعلان ہے۔ وراثت کا لفظ تو تبدیلی ملک پر دلالت کرتا ہے، چہ جائیکہ اس سے کسی قوم کی ابدی ملکیت کا حق ثابت ہو۔

نیز اگر حق ملکیت فرض کر بھی لیا جائے تو یہود کے لیے ارض مقدس کا استحقاق ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مشروط تھا۔ قرآنی بیان کے مطابق یہ شرط زبور میں بیان کی گئی تھی: ”ولقد کتبنا فی الزبور أنّ الارض یرثُھا من عبادی الصالحون۔“ (الانبیاء:۱۰۵) (اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے)۔

یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو جھٹلایا اور آپ کی جان کے درپے رہے، آپ سے دشمنی رکھی، یہود کے یہ سارے کفریہ اعمال ان کو ارض مقدس کے اعزازی استحقاق سے محروم کرنے کے لیے کافی ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل کے بعد واضح ہوا کہ ان دو آیات میں کسی بھی طرح یہود کا حق تملیک ثابت نہیں ہوتا، ہاں یہود کے لیے یہ مقام فرحت ضرور ہوگا کہ ان کے من کی بات، اُن سے بہتر طریقے سے کرنے والے لوگ مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں۔ فإلی اللہ المشتکیٰ

غیروں پہ کرم اپنوں پہ ستم
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، گوادر

گوادر (مولانا عبدالغنی) 7/ستمبر 1974ء کی مناسبت سے مسجد الباسط گوادر میں 7/ستمبر بروز جمعرات بعد نماز عصر تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ پہلی نشست کا آغاز مولانا شاہ جہاں صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا زاہد اور مفتی یاسین صاحب نے سرانجام دیئے۔ علماء کرام میں سے مفتی عبداللطیف صاحب، مولانا سعید احمد صاحب اور مولانا ابراہیم صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر بلوچی زبان میں بیانات کئے۔ مقررین نے اپنے بیانات میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ کوئی بھی شخص عقیدۂ ختم نبوت کو چھیڑے گا تو ہم اپنے جان و مال لٹا کر اس کی حفاظت کریں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ۔ دوسری نشست کا آغاز مغرب کی نماز کے مفتی تیمور صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ علماء کرام میں سے مفتی بشیر صاحب، مولانا محمد عارف ارجمندی صاحب، مولانا احمد شاہ صاحب، مولانا عبدالغنی صاحب اور حضرت مولانا عبدالحمید انقلابی صاحب کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے اپنے بیانات میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خدمات پر روشنی ڈالی۔ خصوصاً 1974ء کی تحریک میں علماء کرام کی قربانی اور ان کی خدمات کا ذکر کیا گیا۔ مقررین نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے صوبہ بلوچستان کو احمدیہ اسٹیٹ بنانے کا اعلان کیا تھا، اس پر امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا محمود کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ 1952ء تیرا تھا، گزر چکا ہے اور 1953ء عطاءاللہ شاہ بخاری کا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تحفظ ہے، یوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال واعمال سب کا تحفظ ضروری ہے، لیکن یہ تب ممکن ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محفوظ رہے گی اور ان شاءاللہ تعالیٰ! زندگی کی آخری سانس تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ اللہ ربّ العزت تمام ساتھیوں کی محنتوں کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول ومقبول فرمائیں۔ مولانا عبدالہادی صاحب کی دعا سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

فتنۂ قادیانیت.....عقائد و نظریات

پانچویں قسط

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

اس کے علاوہ وہ فخریہ انداز میں ان بے شمار کتابوں کا ذکر بھی کرتے ہیں جو انہوں نے حکومتِ برطانیہ کی حمایت میں لکھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں جو اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچایا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص:۱۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

’’میں بذاتِ خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بہ صرف زر کثیر چھاپ کر بلادِ اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار کر رہے ہیں کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جاں نثار۔‘‘ (عریضہ بہ عالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی، منجانب مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ششم ص:۶۵، مؤلف میر قاسم علی قادیانی)

’’میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں مجھے پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے.... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔‘‘ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

پاکستان کے اندر قادیانی ریاست کیلئے منصوبہ:

قیامِ پاکستان کے بعد قادیانیوں کی سب سے گھناؤنی سازش یہ تھی کہ اس نئی اسلامی مملکت کو ایک قادیانی حکومت میں تبدیل کر دیا جائے، جس کے کرتا دھرتا قادیانی ہوں۔ مملکت پاکستان میں سے ایک حصہ کاٹ کر ایک قادیانی ریاست قائم کی جائے۔ قیامِ پاکستان کے ایک سال ہی کے اندر قادیانیوں کے سربراہ نے ۲۳؍ جولائی ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ میں ایک تقریر کی جو ۱۳؍ اگست ۱۹۴۸ء کے ’’الفضل‘‘ میں شائع ہوئی۔ امیر جماعت احمدیہ نے اپنے پیروؤں کو مندرجہ ذیل نصائح دیں:

’’برطانوی بلوچستان جسے اب پاک بلوچستان کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی کل آبادی پانچ لاکھ ہے۔ اگرچہ اس صوبہ کی آبادی دوسرے صوبوں کی آبادی سے کم ہے، لیکن ایک اکائی کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ ایک مملکت میں اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے ایک معاشرے میں ایک فرد کی۔ اس کی مثال کے لئے آدمی امریکا کے دستور کا حوالہ دے سکتا ہے۔ امریکا میں ہر ریاست کو سینیٹ میں برابر نمائندگی ملتی ہے۔ چاہے کسی ریاست کی آبادی دس ملین ہو یا ایک سو ملین۔ مختصر یہ ہے کہ اگرچہ پاک بلوچستان کی آبادی صرف پانچ لاکھ ہے یا ریاستوں کی آبادی ملا کر دس لاکھ سے زیادہ

ہے۔ایک یونٹ کے لحاظ سے اس کی اپنی اہمیت ہے۔ایک بڑی آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن ایک چھوٹی آبادی کو احمدی بنانا آسان ہے۔اس لئے اگر قوم پوری طرح اس معاملے کی طرف توجہ دے تو اس صوبے کو تھوڑے ہی عرصے میں احمدیت کی طرف لایا جاسکتا ہے۔ یاد رکھیں! ہمارا تبلیغی مشن کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، جب تک ہمارا ایک مضبوط اڈا نہ ہو۔تبلیغ کے لئے ایک مضبوط اڈا ابتدائی ضرورت ہوتا ہے۔لہٰذا آپ کو سب سے پہلے اپنے اڈے کو مضبوط بنانا چاہیئے۔کسی مقام پر اپنا اڈا بنایئے، یہ اڈا کہیں بھی ہو جائے۔اگر ہم اس سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو ہم کم از کم ایک صوبے کو اپنا صوبہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کام بہ آسانی کیا جاسکتا ہے۔“

یہ تقریر اپنی تشریح خود کرتی ہے۔اس سے پتا چلتا ہے کہ کس طرح قادیانیوں نے پاکستان کے اندر سے اپنا ایک ملک تراشنے کا منصوبہ بنایا تھا جیسا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کاٹ کر اپنی ایک امت بنالی تھی۔

قادیانیت کے خلاف ردِ عمل:

جب سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں میں انحراف کے اولین آثار نظر آنے لگے، سچے مسلمانوں نے واضح طور پر اس بات کا اظہار کردیا کہ مرزا اور ان کے پیروکافر ہیں اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔باقی علماء کرام کے مقابلے میں علامہ محمد اقبالؒ ان پر زیادہ سختی سے معترض تھے، وہ انہیں اسلام کا غدار کہتے ہیں۔اگرچہ علمائے دین کا ایک بڑا طبقہ ایسا تھا جس نے مرزا کے ارادوں کو، ان کے مذہبی منصب کو ابتدا ہی میں بھانپ لیا تھا۔تاہم بیسویں صدی کے پہلی دہائی میں عام لوگوں نے ان کے حتمی ارادوں کو سمجھا۔علماء اپنی دینی بصیرت کے بل بولتے پر قادیانی مسئلہ کو مذہبی ہتھیاروں سے حل کرنے میں مصروف تھے، کیونکہ ان کی نگاہ میں ایک خالصتاً مذہبی تحریک تھی اور وہ اس کے مقابلے کے لئے ویسے ہی ہتھیار لے کر میدان میں اترے تھے۔غالباً علامہ اقبالؒ پہلے شخص تھے، جنہوں نے اس تحریک کے چہرے سے نقاب اٹھایا۔ان کا خیال تھا کہ بانئ تحریک کے ”الہامات“ کی با احتیاط نفسیاتی تحلیل شاید اس کی شخصیت کی اندرونی زندگی کے تجزیہ کے لئے موثر ثابت ہوسکے۔قادیانی تحریک کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمانوں کی مذہبی فکر کی تاریخ میں احمدیت کا کردار یہ ہے کہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی محکومی کے لئے ایک الہامی بنیاد مہیا کی جائے۔ (جاری ہے)

دکھی انسانیت کے نام

میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیچش ہوں اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شفاء کی اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہوجائے۔میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب ونظر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی وغیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں 3 ایوارڈ اور ایک تعریفی سند حاصل کر چکا ہوں مرکزی سرپرست متحدہ حکمائے محاذ پاکستان ہوں ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے

خصوصی نوٹ: 1: مشورہ فیس مبلغ 500 روپے 2: معائینہ فیس مبلق 1000 روپے

3: مبلغ چھ صد روپے بھیج کر میری کتاب نظریہ مفرد اعضاء منگوا کر علاج بالغذا۔علاج بالدوا پر عمل کریں انشاء اللہ شفا ہوگی

4: ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں

بے خوابی	ضعف بصر	مونہہ سے بدبو	تپ دق	بھوک بند ہونا	بھگندر	تقطیرالبول	وجع المفاصل	تشنج وکزاز	موٹاپا	سانس پھولنا	بے اولادی	خاموش جنون	اماس	عدم انتشار	ہیموفیلیا
نسیان	بند نزلہ	رال ٹپکنا	ٹی بی	السر	گیس	سلسل البول	تحجرالمفاصل	مہرے ہل جانا	دبلا پن	تریاق نشہ	اسقاط	اعضأ کا سُن ہونا	استسقاءٗ	پس سیل	کمی جراثیم
مرگی	کیرا	لکنت	کولسٹرول	دائمی قبض	یورک ایسڈ	بول بستری	گینٹھیا	الرجی	بال گرنا	اٹھرا	اولاد نرینہ	فالج	اعصابی کمزوری	بریسٹ کینسر	ایزوسپرمیا
رعشہ	ناک کی ہڈی کا بڑھنا	گلھڑ	دل کا دورہ	سنگرہنی	پتھری	بواسیر	عرق النساءٗ	برص	بال سفید ہونا	ہسٹریا	سوکڑا	بلڈ پریشر	جسمانی کمزوری	لیوکیمیا	عنانت
ٹینشن	مونہہ کے چھالے	دمہ	دل کے وال بند ہونا	اپنڈکس	شوگر	سوزاک	کمردرد	رسولیاں	کمی خون	ٹیوبز کا بند ہونا	تلخ جنون	ہیپاٹائٹس	بچی لاغری کوتاہی	تھیلاسیمیا	سدا جوانی

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی
0321-7545119
0345-7545119
ہر قسم کی رقم پہلے بھیجیں مس کال نہیں کال کیجئے
یو بی ایل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341232584961
موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0321-7545119
ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0345-7545119
لاہور اوکاڑہ روڈ حبیب آباد ضلع قصور

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، اورنگی ٹاؤن

(منعقدہ 2 ؍ستمبر 2023ء مجاہد گراؤنڈ اورنگی ٹاؤن کی تفصیلی رپورٹ)

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد شعیب کمال

25؍اگست بروز جمعہ کو مغرب کے بعد مجلس ضلع غربی کے وفد نے اے این پی ضلع غربی کے صدر عبدالکبیر کاکڑ سے ملاقات کی اور 2؍ستمبر کو ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ ملاقات میں مولانا محمد بن عبدالجبار، مفتی محمد بن فیاض، بھائی زبیر اسلام اور قاری خلیل شامل تھے۔ عشاء کے بعد جامع مسجد اقصیٰ الواحد ٹاؤن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے ورکرز کا بھرپور اجلاس منعقد ہوا۔

26؍اگست بروز ہفتہ بعد مغرب جماعت اسلامی ضلع غربی کے امیر مولانا مدثر انصاری سے ملاقات کی اور انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ اورنگی ٹاؤن 4 نمبر میں واقع سفیر ہسپتال میں اورنگی ٹریڈرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری شہباز نومی اور پاکستان بازار ٹریڈرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری جناب فیصل صاحب سے ملاقات کی اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

27؍اگست بروز اتوار کو صبح گیارہ بجے میٹروول جامع مسجد فاطمہ کے امام وخطیب اور جامعہ مخزن العلوم کے مہتمم ڈاکٹر قاسم محمود صاحب سے ملاقات طے تھی۔ مولانا عثمان شاکر اور بھائی زبیر اسلام کے ہمراہ ملاقات کی۔ ڈاکٹر صاحب کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ عصر سے پہلے جمعیت علماء اسلام ضلع غربی کے امیر مفتی خالد صاحب سے ملاقات طے پائی۔ مفتی صاحب سے منگھوپیر میں ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی، آیت خاتم النبیین پر خوبصورت چارٹ ہدیتاً پیش کیا۔ راقم نے نماز مغرب کے بعد جامع مسجد علی شیر خان آباد میں نمازیوں کے اجتماع سے خطاب کیا اور تمام نمازیوں کو 2 ؍ستمبر کانفرنس میں شرکت کی بھرپور دعوت اور ترغیب دی۔ نماز عشاء کے بعد جامع مسجد شاہی آباد میں بیان تھا، وہاں بھی نماز کے بعد راقم کی تفصیل سے گفتگو ہوئی اور نمازیوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ مولانا رمیز احمد نے عرض محمد گوٹھ میں نماز مغرب کے بعد بلال مسجد اور نماز عشاء کے بعد اقصیٰ مسجد میں کانفرنس کا اعلان کیا۔

28؍اگست بروز پیر ظہر تا عشاء اورنگی ٹاؤن سیکٹر ساڑھے گیارہ کی مساجد میں مولانا انعام اللہ عباسی اور مولانا شجاع الدین نے بیانات کئے اور لوگوں کو جلسے میں شرکت کی دعوت دی۔ نماز ظہر میں جامع مسجد خالد بن ولید، نماز عصر میں جامع مسجد سلیم، نماز مغرب میں جامع مسجد شمس العلوم اور جامع مسجد رحمت، اور نماز عشاء کے وقت مکہ مسجد فٹبال اسٹیڈیم میں بیانات ہوئے۔ اس دوران مولانا صدیق اور مولانا شیر علی نے غازی گوٹھ میں ائمہ کرام سے ملاقاتیں کیں اور انہیں کانفرنس کی دعوت دی۔ مولانا رمیز احمد نے عرض محمد گوٹھ اور مہران سٹیج کے ائمہ مساجد سے ملاقاتیں کیں، وہاں کانفرنس کے اعلانات بھی کئے اور اشتہارات بھی لگوائے۔

29؍اگست بروز منگل کو قبل از ظہر تیاری جلسہ کی کور کمیٹی کے ارکان کی میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ میں مختلف کمیٹیوں کی تشکیل، ضلع بھر میں پینا فلیکسز لگوانے پر مشاورت ہوئی اور تشہیری مہم کی کارکردگی پر بھی غور کیا گیا۔ بعد ظہر میٹروول سائٹ کے اسکول پرنسپل حضرات کی میٹنگ ہوئی۔ اجلاس کی صدارت اے پی ایس ڈی او کے سرپرست سر سردار صاحب نے کی۔ اجلاس میں طے پایا کہ تمام اسکولوں کے پرنسپل حضرات اپنے اپنے اسکول کے بچوں کو اسمبلی میں ترغیب دیں اور سرکلر کے ذریعے والدین کو بھی اطلاع دی جائے گی اور جو حضرات آج کی میٹنگ میں شریک نہ ہوسکے ان تک پیغام پہنچانے کے لئے دو دو ساتھیوں کی علاقہ وار تشکیل کی گئی۔ بعد نماز عصر کراچی کے مبلغ مولانا عبداللہ چغرزئی صاحب نے جامع مسجد عبداللہ، بعد نماز مغرب جامع مسجد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور بعد نماز عشاء جامع مسجد مدینہ میں نمازیوں سے بیانات کئے اور انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ مولانا شجاع الدین نے نماز ظہر کے بعد مدنی مسجد چشتی نگر، نماز عصر میں فاروق اعظم مسجد اسلام چوک، مغرب کے وقت عبداللہ بن مسعود مسجد ڈسکو موڑ اور عشاء کے وقت ذوالنورین مسجد خلیل مارکیٹ میں

بیانات کئے۔ اس دوران بھائی سید زبیر اسلام، مولانا عثمان شاکر اور بھائی عادل نے ضلع بھر کے مختلف مقامات پر پینافلیکسز لگوائے۔ جمشید پمپ ایم پی آر، پونے پانچ چورنگی، ایڈمور پمپ اتحاد ٹاؤن، بدر چوک، فرنٹیئر موڑ، مجاہد گراؤنڈ، مومن آباد چوک، واجد شہید چوک اور جامعہ بنوریہ میں پینافلیکسز لگوائے گئے۔ بعد عشاء مولانا عمار اسلام، بھائی ضیاء، بھائی گلزیب اور قاری خلیل صاحب نے کئی علاقوں میں گشت کر کے مختلف سیاسی سماجی اور مذہبی راہنماؤں سے ملاقات کی اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دی۔ مولانا عثمان شاکر، بھائی عمران علی اور بھائی شکیل نے شاہی آباد، الٰہی کالونی اور شیر خان آباد میں اشتہارات لگائے۔ رات گئے حلقہ مؤمن آباد ٹاؤن کے نگران مولانا مشتاق احمد شاہ صاحب نے بھائی سید زبیر اسلام اور مولانا محمد صاحب کے ہمراہ پاکستان راہ حق پارٹی ضلع غربی کے صدر بھائی وقاص خلیل سے ملاقات کی اور انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

30/اگست بروز بدھ کو صبح سے ظہر تک مولانا محمد اور بھائی زبیر اسلام نے کئی اسکولوں کا دورہ کیا، اسکولوں کے اساتذہ وطلبہ میں پروگرام کی دعوت چلائی اور تقریباً 50 اسکولوں تک پروگرام کا دعوت نامہ پہنچانے کی ترتیب بنائی۔ بھائی گلزیب اور بھائی زبیر اسلام نے مومن آباد تھانہ سے پروگرام کا اجازت نامہ حاصل کیا۔ اس دوران بھائی ضیاء الرحمٰن نے مختلف حلقوں میں گشت کر کے لوگوں کو پروگرام کی دعوت دی۔ عشاء کے بعد مولانا مشتاق احمد شاہ اور مولانا عثمان شاکر نے اورنگی ٹاؤن اور مومن آباد کی 300 مساجد کے ائمہ کرام تک پروگرام کا دعوت نامہ پہنچانے کی ترتیب بنائی۔

31/اگست بروز جمعرات کو صبح 10 بجے دارالعلوم تعلیم القرآن اقصیٰ مسجد الواجد ٹاؤن میں اساتذہ سے ملاقات طے تھی۔ یہ مدرسہ ومسجد ہمارے پنڈال کے ساتھ متصل ہے، اس لئے بھی یہاں کے اساتذہ وطلبہ کا تعاون ہمارے ساتھ پہلے دن سے شامل حال رہا۔ اس دوران میٹرو ول کے مولانا محمد، سرنصیب کے ہمراہ مختلف اسکولوں میں لیٹرز اور دعوت نامے پہنچاتے رہے۔ یہاں سے ہم اورنگی ٹاؤن 1 نمبر کی سماجی شخصیت حاجی اسلم کوالٹی والا سے ملاقات کے لئے پہنچے، حاجی صاحب کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی اور ان کے ہمراہ ایس ایس پی ویسٹ جناب فیصل بشیر میمن صاحب ایس ایس پی سے ملاقات کی۔

01/ستمبر بروز جمعہ ضلع بھر کی تقریباً 250 مساجد میں نماز جمعہ کے بعد جلسہ کے لئے اعلان کیا گیا اور اکثر جگہوں پر لوگوں نے پروگرام میں شرکت کے وعدے کئے۔ جماعتی سطح پر کراچی کے مبلغ مولانا عبداللہ چغرزئی نے جامع مسجد اقصیٰ الواجد ٹاؤن اور جامع مسجد غفوریہ مومن آباد، مولانا عثمان شاکر نے الہدیٰ مسجد قصبہ، مولانا عبدالحمید نے جامع مسجد اللہ اکبر مومن آباد، مولانا احمد نے نورانی مسجد ملک چوک اور محمدی مسجد، جبکہ راقم نے جامع مسجد حنفیہ سیکٹر ساڑھے گیارہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ نماز مغرب کے بعد مولانا عبداللہ چغرزئی نے معاویہ مسجد، مولانا ارشد نے فاروق اعظم مسجد میں، جبکہ نماز عشاء کے بعد مولانا عبداللہ نے طاہری مسجد اور مولانا ارشد نے محمدی مسجد میں بیان کیا اور نمازیوں کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ دوسری جانب آج ظہر کے بعد سے رات گئے تک پونے پانچ چورنگی اورنگی ٹاؤن اور باب خیبر، باوانی چالی میں خدام ختم نبوت نے کیمپ لگائے۔ کیمپوں میں مسلسل ختم نبوت کے ترانے گونجتے رہے اور وقتاً فوقتاً پروگرام کا اعلان نشر ہوتا رہا۔

02/ستمبر بروز ہفتہ آج جلسہ کا دن تھا۔ صبح 11 بجے سے عصر تک مختلف احباب گراؤنڈ آتے رہے اور پروگرام کی تیاریوں میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ عصر کے بعد ضلع بھر کے 100 سے زائد کارکنان پنڈال پہنچ چکے تھے، نماز مغرب تک پنڈال مکمل تیار ہو چکا تھا۔ عصر کے بعد ہی جلسہ میں شرکت کے لئے مختلف حلقوں سے قافلے ریلیوں کی صورت میں روانہ ہو چکے تھے۔ جن میں سب سے نمایاں قافلہ مفتی انعام اللہ عباسی صاحب کا تھا جو راستے بھر ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے اور عشاء کے بعد پنڈال میں پہنچ گئے۔ اشتہار کے مطابق جلسہ عشاء کے بعد شروع ہونا تھا مگر مغرب کے بعد ہی سے عوام جلسہ گاہ پہنچنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آدھا پنڈال بھر گیا تو ہم نے مغرب کے بعد ہی جلسہ کے آغاز کا فیصلہ کیا۔ دارالتجوید مالکیہ کے ایک ننھے طالب علم کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ مولانا نصراللہ نے حمد ونعت پیش کی اور اس کے بعد مولانا عبداللہ چغرزئی نے مختصر گفتگو کی۔ نماز عشاء کا مختصر وقفہ ہوا اور ایک بار پھر پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ قاری نعیم اللہ حبیب اور قاری نذیر احمد مالکی نے تلاوت قرآن مجید جبکہ مولانا محمد شاہ رخ اور مولانا عبداللہ عبدالقادر نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ الحمدللہ! خدام ختم نبوت کی محنت رنگ لائی اور ابتداء ہی میں جلسہ گاہ

کھچا کھچ بھرتی چلی گئی۔ عشاق پیغمبر کے قافلے کشاں کشاں چلے آرہے تھے اور مجاہد گراونڈ کی وسعتیں تنگ پڑتی جارہی تھیں۔ سامعین میں ملک کے معروف علماء کرام، سیاست دان اور تاجر برادری بڑی تعداد میں شامل تھی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں سمیت جمعیت علماء اسلام کے مولانا حافظ حمد اللہ صاحب نے خطاب کیا۔

عالمی مجلس کے مرکزی امیر مولانا پیر محمد ناصر الدین خاکوانی نے کہا: ۷ ستمبر 1974ء کو آئین پاکستان نے قادیانیوں قرآن وسنت کی روشنی میں کافر ڈکلیئر کیا۔ یہ دن مسلمانان پاکستان کے لیے بالخصوص اور پورے عالم اسلام کے لیے بالعموم فتح کا دن ہے۔ ہر سال یہ دن یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ غیر مسلم کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے۔ قادیانیوں کی افزائش ہمارے دین کو کمزور کرنے کے لیے کافروں نے کی۔ جہاد کا جذبہ ہمارے دلوں سے نکالنے کے لیے اس طرح کے اوچھے ہتھکنڈے اختیار کیے جاتے ہیں۔ علمائے کرام نے ہمیشہ ان کا راستہ روکا اور ایسے لوگوں کو ناکامی سے دوچار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پہ ڈاکا ڈالنے والوں کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔ قادیانیت کے تابوت میں کیل ۷ ستمبر 1974ء کو پوری قوم نے متفقہ طور پر ٹھوک دی تھی۔ ہر گزرتا دن ان کو مزید شکست وریخت سے دوچار کرتا جاتا ہے۔ ہر جماعت کے چار ادوار ہوا کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا آخری دور یعنی زوال کا دور شروع ہو چکا ہے۔ بہت جلد اس کی دیوار زمین بوس ہوگی۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما اور سابق رکن پارلیمان مولانا حافظ حمد اللہ نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا، لیکن افسوس کہ ہر حکومت سے اسلام کو خطرہ رہتا ہے۔ اسلامی دفعات اور شعائر اللہ خطرے میں رہتے ہیں۔ بیرونی مشینریاں ہمیشہ اپنے نمک خواروں کے ذریعے آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو ختم کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ پچھلی حکومت میں بھی بل پیش کیا گیا کہ حلف نامے سے بسم اللہ، اسلام وغیرہ کے نام نکالے جائے کہ اس سے غیر مسلم ارکان پارلیمنٹ کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب ان غیر مسلم ارکان تک بات پہنچی اور ان سے رائے لی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو کوئی تکلیف نہیں۔ 75 سالہ تاریخ میں نہ پہلے کبھی ہوئی نہ اب ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ 7 ستمبر کی تاریخ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی شکست کو تازہ کرتی ہے۔ یہ دن ہمارے اکابرین کی قربانیوں کا صلہ ہے۔ ختم نبوت کا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی حفاظت اور اس کی چوکیداری کا نام ہے۔ اس کام سے دامے درمے قدمے سخنے وابستہ افراد کو اپنی قسمت پہ نازاں ہونا چاہیے۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد شعیب کمال (راقم) نے اور مولانا عبداللہ چغرزئی نے سرانجام دیئے۔ رات گئے تک جلسہ جاری رہا، فضا ختم نبوت کے نعروں اور ترانوں سے گونجتی رہی۔ غلامانِ پیغمبر کے سینے عشق نبی سے معمور ہوتے رہے۔ جلسہ کی کامیابی کے لئے ضلع بھر کے خدام ختم نبوت دن رات محنت کرتے رہے، اللہ کریم ان سب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور اسی طرح دین کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق سے نوازتا رہے۔

7 ستمبر بروز جمعرات کو ان تمام خدام ختم نبوت کے اعزاز میں تقریب رکھی گئی۔ نماز عشاء کے بعد جامع مسجد اللہ اکبر میں قریباً 150 رضا کار جمع ہوئے۔ جلسہ کی خوبیوں اور خامیوں پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ راقم نے اس موقع پر تمام خدام ختم نبوت کی کوششوں اور کاوشوں کو خوب سراہا۔ جن ساتھیوں کی کارکردگی بہت اچھی رہی انہیں انعامات سے بھی نوازا گیا اور تمام احباب کے لئے عشائیہ بھی پیش کیا گیا۔ اللہ کریم ہم سب کی ٹوٹی پھوٹی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین! ☆☆

عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی چوکیداری ایک اہم فریضہ ہے: علمائے کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد ارشد، مفتی ابوبکر صدیق، مولانا پیر محمد اقبال، مولانا احسان اللہ، مولانا عبدالواجد، مولانا عبداللہ غازی، مولانا زاہد محمود انجم، مولانا سمیع اللہ، قاری محمد نعمان، قاری محمد امیر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی چوکیداری ایک اہم فریضہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار علماء کرام نے مانگا منڈی وقرب وجوار میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لیے یہود وہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ اندرون ملک وبیرون ممالک کی کئی عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کردی ہے۔ قادیانیت اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے، قادیانی فتنے کا خاتمہ قریب ہے، ایک وقت آئے گا کہ تلاش کرنے باوجود اس دھرتی پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع دراصل اسلام کا دفاع ہے، قادیانی جہاں بھی جائیں گے، ان کا مقابلہ دلائل اور براہین سے کیا جائے گا۔ شہدائے ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری کی اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے۔ قادیانیوں اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔

مولانا قاضی عزیز الرحمٰن انگویؒ، رحیم یار خان

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم جب ۱۹۷۶ء کے آخر میں رحیم یار خان کا مبلغ بن کر گیا، تو اس وقت مجلس رحیم یار خان کے امیر جناب محمد سلیم، سلیم فرنیچر والے تھے، جبکہ ناظم اعلیٰ مولانا رشید احمد لدھیانویؒ۔ جناب محمد سلیم اسلام آباد چلے گئے تو سہ سالہ ممبر سازی بھی ہوچکی تھی۔ نئے عہدیداران میں حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمٰن انگویؒ امیر اور مولانا قاری عبدالخالق احرار ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔

مولانا قاضی عزیز الرحمٰن مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک انسان تھے۔ وادیٔ سون سیکسر خوشاب جو پنجاب کے موسم گرما کا ٹھنڈا علاقہ ہے کے باسی تھے۔ مولانا قاضی عزیز الرحمٰن کے والد گرامی مولانا قاضی عبدالجلیلؒ ایک صوفی منش بزرگ تھے، آپ نے قیامِ پاکستان کے متصلاً بعد رحیم یار خان شہر کے وسط میں جامعہ قادریہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ مولانا قاضی عبدالجلیلؒ کے ایک بھائی مولانا قاضی محمد خلیلؒ تھے، جو دارالعلوم ڈابھیل کے فاضل تھے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ قاضی خاندان صدیوں سے انگہ وادی سون سیکسر کا ایک دینی خاندان چلا آرہا ہے۔ قاضی عبدالجلیلؒ نے اپنے بیٹے مولانا قاضی عزیز الرحمٰن کو اکثر کتابیں خود پڑھائیں اور اکثر کتب اپنے ادارہ جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں پڑھنے کے بعد دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ خیر العلما حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور عظیم محدث حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ سے احادیث نبویہ کی فیوض و برکات حاصل کیں۔ ۱۹۶۰ء میں مولانا قاضی عبدالجلیلؒ نے جامعہ قادریہ کا نظم اپنے ہونہار فرزند ارجمند مولانا قاضی عزیز الرحمٰنؒ کے سپرد فرمادیا۔ راقم نے حضرت مولانا قاضی عبدالجلیلؒ کی زیارت کی اور ان سے سلام و مصافحہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ راقم جب مبلغ بن کر گیا تو رحیم یار خان میں مجلس کا کوئی دفتر نہیں تھا۔ قاری عبدالخالق احرارؒ کی نوازش سے محلہ قمر آباد کی جامع مسجد القمر میں اعزازی امامت وخطابت مل گئی۔ مسجد کا حجرہ ہی مجلس کا دفتر قرار دیا اور یہ سلسلہ چار پانچ سال تک چلتا رہا۔ تا آنکہ قاری عبدالخالق احرار بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ قاری حماداللہ شفیقؒ کی نوازش سے جمعیت علماء اسلام کے دفتر واقع شاہی روڈ پر مجلس کے دفتر کا بورڈ لگادیا گیا۔ راقم تو مولانا قاضی عزیز الرحمٰن سے کوئی زیادہ علمی و عملی استفادہ نہ کرسکا اور ۱۹۸۰ء میں راقم کا تبادلہ رحیم یار خان سے بہاولپور کردیا گیا۔ راقم کی جگہ مولانا حافظ احمد بخشؒ جو ہمارے شجاع آباد کے ہی باسی تھے اور دارالعلوم کبیر والا کے فاضل استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید، حافظ جی کی تگ ودو، مولانا قاضی عزیز الرحمٰن انگویؒ، مولانا قاری حماداللہ شفیقؒ، مولانا غلام ربانیؒ، مولانا قاری محمد اکمل ہاشمیؒ کی مساعی جمیلہ سے سرکلر روڈ بالمقابل وائرلیس کالونی ایک قطعہ زمین دفتر کو میسر آیا۔ اس وقت بلدیہ رحیم یار خان کے چیئرمین میاں عبدالخالق تھے، ان کی نوازش سے یہ پلاٹ مجلس کے نام الاٹ ہوا۔ دفتر کی تعمیر میں سب سے زیادہ حصہ مولانا قاضی عزیز الرحمٰن کا ہے۔ آپ کا رحیم یار خان میں وسیع حلقہ ارادت ہے۔ دفتر کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ نے کسی کو کسی میٹریل کی فرمائش کی تو اس نے انکار نہیں کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دومنزلہ خوبصورت دفتر تعمیر ہوگیا۔ مولانا قاضی عزیز الرحمٰن کا خاندانی اصلاحی تعلق خانقاہ موسیٰ زئی شریف سے رہا ہے۔ موسیٰ زئی کے مولانا خواجہ محمد ابراہیمؒ اور مولانا خواجہ محمد اسماعیلؒ سے تھا، ان کی وفات کے بعد آپ نے اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ سے قائم کرلیا اور فنافی الشیخ کے مقام پر فائز ہوگئے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے حکم سے آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا رکن بنادیا گیا۔ آپ نے پندرہ بیس سالوں میں کبھی کسی اجلاس شوریٰ میں ناغہ نہیں کیا۔ آپ خوبصورت وخوب سیرت انسان تھے کہ آپ کی موجودگی میں آپ کے فرزندان گرامی نے جامعہ کا نظم ونسق سنبھال لیا۔ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے، علاج معالجہ بھی جاری تھا کہ وقت موعود قریب آن پہنچا، آپ نے جمعہ کی نماز کے لیے غسل کیا۔ صاف ستھرے اور اجلے کپڑے زیب تن کئے خوشبو لگائی۔ جمعہ کا خطاب آپ کے پوتے نے کیا، آپ نے پوری توجہ کے ساتھ خطاب سنا، نماز جمعہ بمع سنن ونوافل ادا کئے۔ عصر ومغرب کی نماز اپنے کمرہ میں ادا کی۔ خدام دباتے رہے دومرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ تجہیز وتکفین کی گئی، اگلے دن ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۲ء کو آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاضی شفیق الرحمٰن مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی اور آپ کو رحیم یار خان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا قاضی شفیق الرحمٰن فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور آپ کے جانشین قرار پائے اور جامعہ قادریہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے امیر، اللہ پاک حضرت قاضی صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے لگائے پودوں جامعہ قادریہ وغیرہ کو قیامت تک آباد وشاداب رکھیں۔ آمین یاالٰہ العالمین۔

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

42 ویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

ان شاء اللہ

دو روزہ

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

بمقام: مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ: 26 27 اکتوبر 2023 بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

زیرِ صدارت
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ولیٔ کامل حضرت مولانا
حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

زیرِ نگرانی
پیرِ طریقت صاحبزادہ مخدوم العلماء ولی ابن ولی حضرت مولانا
خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

زیرِ سرپرستی
جانشین حضرت بنوری استاذ العلماء حضرت مولانا
سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- عقیدۂ ختمِ نبوت
- عظمتِ صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
- سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
- حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- اتحادِ امتِ محمدیہ
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ جیسے اہم موضوعات پر
- ظہورِ امام مہدی علیہ الرضوان

علماء کرام، مشائخ عظام، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-7314337
0300-4304277
0301-6395200